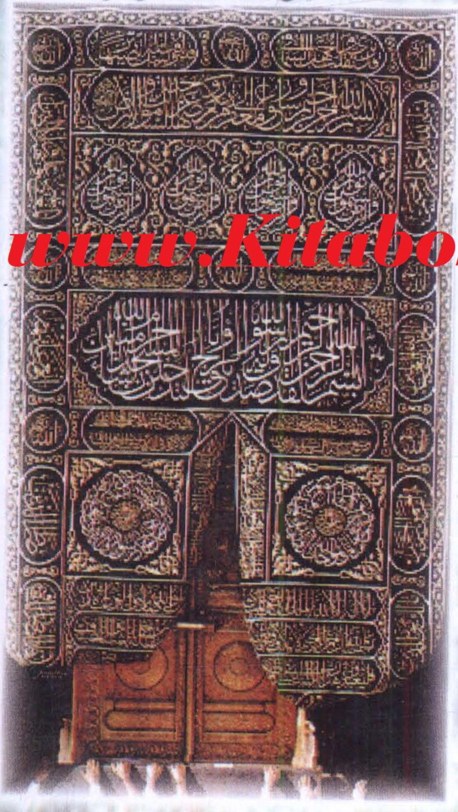
وسیلہ

انبیاء و اولیاء

قرآن و حدیث کی روشنی میں



تصنیف
فضیلۃ الشیخ محمد بن احمد بن عبد السلام

ترجمہ
محمد خالد سیف

طارق اکیڈمی

6۔ نورانی مسجد ڈی گراؤنڈ (سموسہ چوک) فیصل آباد

الی ۔ الدکتور حافظ عبد الرحمان المدنی

من ۔ ابو رحال

وسیلۂ انبیاء واولیاء

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

بسم الله الرحمن الرحیم

وما توفیقی الا باللہ

وسیلہ انبیاء واولیاء

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

تصنیف

شیخ محمد بن احمد بن محمد بن عبد السلام

ترجمہ

محمد خالد سیف

طارق اکیڈمی

ڈی گراؤنڈ (نزد نورانی مسجد) پیپلز کالونی فیصل آباد فون 546964

انسانی گمراہی کا سب سے بڑا سرچشمہ آباؤ اجداد کی اندھی تقلید ہے۔

ابوالکلام آزاد

اہتمام ____________ محمد سرور طارق

اشاعت اول ____________ اگست 2000ء

قیمت ____________ 32 روپے صرف

آئینہ فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ
الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ
وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ
كَانَ مَحْذُورًا (الاسراء : ۵۷)

جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ تو خود اپنے رب
کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے
ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہو جائے اور وہ اس کی
رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف
ہیں حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کا عذاب ہے ہی
ڈرنے کے لائق۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ مترجم

اللہ رب ذوالجلال والاکرام نے اپنی اس بے حد وحساب وسیع وعریض کائنات میں جو کچھ پیدا فرمایا ہے۔ وہ انسان کے لئے پیدا فرمایا ہے جیسا ارشادِ باری تعالیٰ ہے

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَلَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً۔وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِعِلْمٍ وَّ لَا هُدًی وَّلَاكِتٰبٍ مُّنِیْرٍ۔ (لقمان:20)

(کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اللہ سے تمہارے قابو میں کر دیا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں نہ علم رکھتے ہیں اور نہ ہدایت اور نہ کتاب روشن)

اور فرمایا:

وَسَخَّرَلَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ۔(الجاثیة:۱۳)

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ اور جو کچھ زمین میں ہے

سب کو اپنے حکم سے تمہارے کام میں لگا دیا۔ جو لوگ غور کرتے
ہیں ان کے لئے اس میں اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

ان کے علاوہ اور دیگر بہت سے ارشادات باری تعالیٰ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس خالق ارض وسماء نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کے ساتھ اس کائنات اور اس کے تمام مظاہر ارض وسماء، شمس وقمر، سیاروں اور ستاروں، فضاؤں، گھٹاؤں اور کہکشاؤں، حیوانات، جمادات، معدنیات اور کھانے پینے اور رہنے سہنے کی دیگر بے شمار اور ان گنت اشیاء کو انسان کے لئے پیدا کیا اور انسان کو صرف اس لئے پیدا فرمایا کہ وہ اپنی اس عارضی اور فانی زندگی کو اپنے رب کی عبادت اور بندگی میں صرف کردے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ (الذّٰریٰت:٥٦)

(اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں)

تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ حضرت ہودؑ حضرت صالحؑ حضرت شعیب اور دیگر بہت سے انبیاء کرام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنی اپنی قوم سے فرمایا۔

يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۝ (الاعراف:٥٩)

(اے میری برادری کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں)

صرف انہی انبیاء کرام ہی پر موقوف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کیلئے جس قدر بھی انبیاء کرام مبعوث فرمائے ان سب کو یہی حکم تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا
نُوحِىٓ إِلَيْهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَاعْبُدُونِ (الانبیاء:25)

(اور جو پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھیجے۔ ان کی طرف یہی وحی بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو)

معلوم ہوا کہ انسانوں اور جنوں کی پیدائش سے ان کے پیدا فرمانے والے کا مقصود ومطلوب یہ ہے کہ وہ صرف اور صرف اس کی عبادت کریں اور اسی مقصود ومطلوب کی یاددہانی ہی کیلئے تمام انبیاء کرام کو مبعوث کیا گیا لیکن سوال یہ ہے کہ یہ عبادت ہے کیا جس کی اس قدر اہمیت بیان کی گئی ہے؟

''عبادت'' کے لغوی معنی تو عجز وانکسار کے ہیں لیکن شریعت کی بولی میں عبادت کے معنی حسبِ ذیل ہیں۔

"العبادة ہی اسم جامع لکل مایحبه الله ویرضاه من الاقوال والأعمال الباطنة والظاهرة"

(العبودیہ ص۸ شیخ الاسلام ابن تیمیہ" طبع دارالافتاء ریاض ۱۴۰۴ھ)

(عبادت ان تمام باطنی اور ظاہری اقوال واعمال کا جامع نام ہے' جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے ہی لیے پسند فرماتا ہے)

عبادت کرنے والے کو عابد' اور جس کی عبادت کی جائے اسے معبود کہا جاتا ہے اور جیسا کہ عرض کیا عبادت کے لغوی معنی عجز وانکسار کے اور اصطلاح شریعت میں ان تمام باطنی اور ظاہری' اقوال اور اعمال کے مجموعہ کا نام ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے لیے پسند فرماتا ہے۔ لیکن اس وقت تک عبادت کا صحیح صحیح تصور فکر ونظر کی گرفت میں نہیں آئے گا۔ جب تک عبادت کے مفہوم میں یہ بات بھی شامل نہ کرلیں کہ عابد کو معبود کے ساتھ اس قدر حد درجہ محبت ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر اسے اور کسی کے ساتھ محبت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔(البقرہ:۱۶۵)

(اور جو ایمان والے ہیں' وہ تو اللہ ہی کے سب سے زیادہ دوست

دار ہیں)

اور پھر اس کے دل میں معبود کا اس قدر ڈر اور خوف بھی ہوتا ہے اس سے زیادہ وہ کسی اور سے نہیں ڈرتا اور یہ تمام باتیں معبود حقیقی اللہ رب ذوالجلال ہی کی ذات گرامی کے حوالہ سے یکجا ہوسکتی ہیں کیونکہ اللہ کے سوا انسان کو اگر کسی اور سے محبت ہوتو اس کا ڈر اور خوف اس کے دل میں نہیں ہوگا اور جس کا ڈر اور خوف اس کے دل میں ہوگا۔ اس سے اسے محبت نہیں ہوگی۔ جب کہ اللہ کی ذات گرامی کے سامنے انسان حددرجہ عاجزی وانکساری کا بھی اظہار کرتا ہے۔ اپنے دل میں اس کا حددرجہ ڈر اور خوف بھی رکھتا ہے۔ اور اپنے دل میں اس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا چراغ بھی جلا رکھا ہے۔ اس کے برعکس انسان اگر کسی کے سامنے عاجزی وانکساری کا تو اظہار کرے مگر اس سے بغض رکھے تو اسے عابد نہیں کہا جائے گا یا اگر کسی سے محبت تو کرے مگر اس کے سامنے عجز وانکسار کا اظہار نہ کرے تو اسے بھی عابد نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ عبادت حددرجہ کی عاجزی وانکساری' کمال درجے کی محبت اور زبردست ڈر اور خوف کے مجموعہ کا نام ہے' اس لیے عبادت کی مستحق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات گرامی ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ نماز' زکوٰۃ' روزہ' حج' سچ بولنا' امانت ادا کرنا' والدین سے حسن سلوک صلہ رحمی' ایفاء عہد' امر بالمعروف' نہی المنکر' کفار ومنافقین سے جہاد' پڑوسی' یتیم' مسکین اور مسافر سے احسان' ذکر الٰہی' تلاوتِ قرآن اور دعاء یہ تمام عبادت ہی کی مختلف صورتیں ہیں گویا سارے دین کا خلاصہ حسب ذیل دو باتیں ہیں:

☆ ہم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں۔

☆ عبادت اس طرح کریں جس طرح اس نے حکم دیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔(الكهف:١١٠)

(جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے اسے چاہیے کہ عمل نیک کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔)

کلمہ طیبہ میں جو اس بات کا اقرار کیا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اس میں بھی درحقیقت یہی مضمون مضمر ہے۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔(الملك:٢)

(تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے)

کی تفسیر میں مروی ہے کہ عمل کے اچھے ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ بے حد خالص اور بے انتہاء صحیح ہو لوگوں نے دریافت کیا کہ بے حد خالص اور صحیح ہونے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ عمل اگر خالص ہو اور صحیح نہ ہو تو قبول نہیں ہوتا اور اگر صحیح ہو اور خالص نہ ہو تو پھر بھی قبول نہیں ہوتا، عمل کی قبولیت کیلئے یہ شرط ہے۔ کہ وہ خالص بھی ہو اور صحیح بھی خالص کے معنی یہ ہیں کہ اسے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے کیا جائے اور صحیح ہونے کے معنی یہ ہیں کہ اسے سنت کے مطابق کیا جائے۔

عبادت کی ایک بہت اہم صورت دعاء بھی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ قرآن وحدیث میں دعاء کی بہت زیادہ ترغیب وتلقین اور تاکید کی گئی ہے۔ ایک حدیث میں دعاء ہی کو عبادت اور ایک دوسری حدیث میں روح عبادت قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بہت سے انبیاء کرام کی دعاؤں کو بطور خاص بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ ہم بھی مختلف موقعوں اور مناسبتوں سے انہی دعاؤں کو اختیار کریں مثلاً ابوالبشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو انہوں نے اپنی خطاء

ولغزش کی معافی طلب کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں دعاء کی:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (الاعراف:۲۳)

(اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا۔ تو ہم تباہ ہو جائیں گے)

اس میں ہمارے لیے سبق اور نصیحت کا پہلو یہ ہے کہ ہم سے بھی جب کوئی خطاء اور لغزش ہو جائے............اور اولاد آدم میں سے کون ہے جس سے کبھی خطاء اور غلطی نہ ہوئی ہو؟............تو ہمیں چاہیے کہ اپنے باپ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں جھک جائیں اور عرض کریں:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (الاعراف:۲۳)

یہاں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام نے دعاء کیلئے براہ راست اپنے خالق و مالک حقیقی سے دعاء کی' کسی واسطہ اور وسیلہ کو اختیار نہیں کیا جیسا کہ پچھلے دنوں اخبارات و جرائد میں وسیلہ کے موضوع پر طبع ہونے والے بہت سے مضامین میں یہ بیان کیا گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے دعاء کی تھی حالانکہ یہ بات قرآن مجید کی نص قطعی کے خلاف ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔:

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

(پھر آدم نے اپنے پروردگار سے کچھ کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کر دیا۔ بے شک وہ معاف

کرنے والا (اور) صاحبِ رحم ہے۔

اور بڑی وضاحت وصراحت کے ساتھ موجود ہے۔ کہ جب سیدنا حضرت آدم وحواء سے غلطی ہوگئی تو

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (الاعراف:۲۳)

(دونوں عرض کرنے لگے کہ پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے)

مگر اخبارات وجرائد کے مذکورہ مضامین میں قرآن مجید کی اس نص قطعی کے خلاف حسب معمول جھوٹی اور من گھڑت روایات کا سہارا لیا گیا' ان لوگوں پر تو کوئی افسوس نہیں کہ ان کا کاروبار ہی جھوٹی سچی کرامات اور موضوع اور من گھڑت روایات پر ہے تعجب تو حضرت مولانا محمد ذکریا صاحب پر ہے کہ انہوں نے "شیخ الحدیث" ہوتے ہوئے بھی اپنی کتابوں کو حد درجہ ضعیف' موضوع اور من گھڑت روایات وحکایات سے بھر دیا ہے ☆☆

☆☆ فاضل مترجم نے جس اہم نقطہ کی طرف توجہ دلائی ہے وہ بہت قابل غور ہے تبلیغی جماعت کے علمائے کرام سے گزارش ہے کہ وہ اپنے نصاب پر نظر ثانی فرمائیں موضوع (من گھڑت) وضعیف روایات اور خواب وحکایات سے اسے پاک کریں رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے سچے دین میں کسی طرح کے چھوٹے نگینوں کی پیوندکاری کی ضرورت نہیں

حضرت مولانا زکریاؒ (اللہ ان پر رحم فرمائے) نے یقیناً اصلاح وتربیت اور شوق عمل کے لئے یہ کتابیں مرتب کی ہونگی اب جب کہ دور جدید کا انسان تمام باتیں عقل وفکر کے میزانوں پر پرکھتا ہے تو یقیناً ان کمزور باتوں کی اصلاح ہونی چاہیے..... صرف ایک مثال عرض ہے گزشتہ دنوں کسی ایسی ہی مجلس میں مجھے فضائل اعمال سننے کا موقع ملا تو سنانے والے بھائی نے بتایا کہ ایک صاحب بیس سال ستو پھانک کر گزارا کرتے رہے تاکہ کھانا کھانے میں جو وقت صرف ہوتا ہے وہ ذکر الٰہی میں صرف کریں۔...... یہ کہاں کی نیکی ہے جب کہ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمہارا کھانا پینا، حتیٰ کہ سونا تک عبادت ہے بشرطیکہ اسوۂ رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہو..... ایسی باتوں سے جدید تعلیم یافتہ نوجوان اسلام اور رہبانیت میں کیا فرق محسوس کرے گا۔ بیسوں ایسی مثالوں سے "نصاب" بھرا پڑا ہے۔

باقی اگلے صفحہ پر.......

جس کی تفصیل کسی دوسرے مناسب موقعہ پر بیان کی جائے گی' سر دست یہ عرض کرنا ہے کہ انہوں نے بھی یہ روایت بیان فرمائی ہے، جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بھی دعاء کیلئے حضورؐ کا وسیلہ اختیار فرمایا اور تعجب بالائے تعجب یہ کہ اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد اس کے مآخذ کا عربی میں ذکر کرتے ہوئے شاید کسی مصلحت کی وجہ سے عربی میں لکھنا اور اس کا اردو میں ترجمہ نہ کرنا ضروری سمجھا گیا لکھا ہے کہ ''مجمع الزوائد'' میں ہے کہ اسے طبرانی نے ''اوسط وصغیر'' میں روایت کیا ہے اور لکھا ہے کہ ''اس کی سند میں کئی راوی ایسے ہیں جن کو میں نہیں جانتا'' (یعنی اس کی سند میں ایک نہیں بلکہ کئی ایک راوی مجہول ہیں جس کی وجہ سے یہ روایت ضعیف ہے)

لیکن اس کے بعد شیخ الحدیث صاحب فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید ایک دوسری مشہور حدیث ''لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ" سے بھی ہوتی ہے۔ یہاں ہم اپنے لائق صد تکریم قارئین سے گذارش کریں گے کہ وہ حضرت کے اگلے ارشاد کو سننے کیلئے ازراہ کرم خصوصی توجہ مبذول فرمائیں۔ سنیئے اور غور کیجئے کہ ''قال القاری فی الموضوعات الکبیر موضوع لکن معناہ صحیح'' (علامہ ملا علی قاریؒ نے موضوعات کبیر میں لکھا ہے کہ یہ روایت موضوع ہے لیکن اس کا معنی صحیح ہے۔

پھر شیخ الحدیث مولانا ذکریاؒ بھی انسان تھے اور بتقاضائے بشریت ہر انسان سے غلطی سرزد ہو سکتی ہے، تبلیغی جماعت میں بہت بڑے بڑے جید علماء کرام موجود ہیں ان کا فرض ہے کہ دین اسلام جس کی سربلندی کے لئے وہ زمین کے کونے کونے پر محنت کر رہے ہیں۔ اس دین کا خوبصورت چہرہ تمام تر گرد و غبار سے صاف کریں تاکہ ان کی باتوں میں تاثیر پیدا ہو اور نبی کریم ﷺ کے مسنون طریقے امت میں آ جائیں۔
اور جب تک دین کا پیغام یا دین کا کام نبی ﷺ کے طریقے پر نہیں ہوگا ہرگز فضائل سے ہمکنار نہیں ہوگا...... لیکن شائد...... غلو اور شخصیت پرستی کے اس دور میں کوئی صاحب یہ جرأت نہ کر سکیں بہر حال تمام تبلیغی بھائیوں سے دردمندانہ گزارش ہے موضوع اور ضعیف روایات سنتے اور سناتے وقت پیارے پیغمبر ﷺ کا یہ فرمان ضرور پیش نظر رکھیں

مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (بخاری)

جو شخص مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔ (ناشر)

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

ایک تو ایسی موضوع روایت سے استدلال جو قرآن مجید کی نص قطعی کے بھی خلاف ہے اور جسے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ علامہ ذہبیؒ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ حافظ بن عبدالہادیؒ اور دیگر بے شمار جلیل القدر محدثین نے بالاتفاق موضوع اور باطل بھی قرار دیا ہے۔ ایک دوسری موضوع اور من گھڑت روایت سے اس کی تائید ایک ایسا سہو بلکہ کوتاہی ہے جو کم از کم شیخ الحدیث کے مرتبہ پر فائز سے ہرگز سرزد نہیں ہونی چاہیے تھی۔ کیا اس کی یہ مثال ایسے نہیں جیسے کسی کے بارے میں کہا جائے کہ وہ آدمی اگرچہ بے حد جھوٹا ہے۔ لیکن فلاں جھوٹا اور کذاب شخص بھی تو اس کی تائید کر رہا ہے۔ لہذا اس کے سچا ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ (شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کی بیان کردہ اس روایت اور ان کے ارشادات کے لیے ملاحظہ فرمائیں: فضائل اعمال ص ۴۸۱، کتب خانہ فیضی لاہور)

بات طول پکڑ گئی ہم یہاں اپنے قارئین کرام کی توجہ اس کتاب ''القول الجلی فی حکم التوسل بالنبی والولی''...... کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں، جو فضیلۃ الشیخ محمد بن احمد بن محمد بن عبدالسلام کی تصنیف لطیف ہے اور وسیلہ کے موضوع پر ایک مختصر مگر جامع کتاب اور بقامت کہتر بقیمت بہتر'' کے مصداق ہے، آج سے بیس برس قبل بندہ عاجز نے اسے اردو کا جامہ پہنایا لیکن اشاعت کی نوبت نہ آئی اور مسودہ کہیں نسیاً منسیا ہو گیا، اللہ جزائے خیر سے نوازے برادر عزیز طارق صاحب کو انہوں نے کہیں سے مسودہ ڈھونڈ نکالا اور اب ''**طارق اکیڈمی**'' نے اسے اپنی روایت کے مطابق خوبصورت انداز میں زیور طبع سے آراستہ کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں ''**طارق اکیڈمی**'' محدث العصر علامہ محمد ناصر الدین البانیؒ کی اس موضوع پر فاضلانہ، محققانہ اور محدثانہ اسلوب میں لکھی ہوئی کتاب..............

التوسل انواعه و احکام کا اردو ترجمہ......وسیلہ کے انواع واحکام...... کے نام سے طبع کرنے کی سعادت بھی حاصل کر چکی ہے۔

اللہ رب ذوالجلال والاکرام کے حضور دست بدعاء ہوں کہ وہ ہم سب کو دین کا صحیح صحیح فہم وشعور عطا فرمائے اور اخلاص کے ساتھ محض اپنی رضا کیلئے اعمال صالحہ کی توفیق سے نوازے! آمین یارب العالمین!

محمد خالد سیف (اسلام آباد)

۱۷ فروری ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ[1] ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا[2] اَحَدٌ ۝

(کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے (وہ) معبود برحق بے نیاز ہے۔ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ[3] مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝ (الاسراء:۱۱۱)

(اور کہو کہ سب تعریف اللہ ہی کو ہے۔ جس نے نہ

---

[1] الصمد کے معنی سردار کے ہیں کیونکہ حاجات وضروریات کیلئے اس کی طرف قصد کیا جاتا ہے۔ صمد از باب نصر ہے۔ مختار

[2] کفواً یعنی کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں ہے کوئی بیوی یا کوئی اور نہیں جو اس کے مثل ہو۔ بیضاوی

[3] ولی وہ مددگار جو عاجزی وناتوانی کے باعث مددگار بن رہا ہوتا کہ اپنی مدد کے ساتھ عاجزی ودرماندگی کو دور کردے۔ بیضاوی

تو کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے۔
اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز و ناتواں ہے' کوئی اس کا مددگار ہے
اور اس کو بڑا جان کر اس کی بڑائی کرتے رہو)

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
وَمَاتَحْتَ الثَّرٰى[1] ٥ (طٰہٰ:٦)

(جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور
جو کچھ ان دونوں کے بیچ میں ہے اور جو کچھ (زمین کی) مٹی کے
نیچے ہے' سب اسی کا ہے)

مَايَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَامُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا
يُمْسِكْ ۙ فَلَامُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ط وَهُوَ الْعَزِيْزُالْحَكِيْمُ۔
(فاطر: ٢)

(اللہ جو اپنی رحمت (کا دروازہ) کھول دے تو کوئی
اس کو بند کرنے والا نہیں اور جو بند کر دے تو اس کے بعد کوئی اس
کو کھولنے والا نہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔)

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يَخْلُقُ مَايَشَآءُ ط يَهَبُ
لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَا ثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ٥ لا اَوْ
يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًاوَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا[2] ط
اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ٥ (الشوریٰ ٤٩:٥٠)

(تمام) بادشاہت اللہ ہی کی ہے۔ آسمانوں کی بھی
اور زمین کی بھی۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے
بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے۔ یا ان کو بیٹے

---

1. الثریٰ کے معنی گیلی مٹی کے ہیں
2. عقیم اس مرد و عورت کو کہتے ہیں، جو اولاد کو جنم نہ دیتا ہو۔ نسفی

اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے۔ وہ تو جاننے والا (اور قدرت والا ہے)

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (الحدید:۲)

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اس کی ہے (وہی) زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ (الملک:۱)

وہ (اللہ) جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے۔ بڑی برکت والا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اَلَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ لا وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ لا وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَلِيْ خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ط (الشعرآء ۸۲:۷۸)

(جس نے مجھے پیدا کیا ہے پس وہی مجھے رستہ دکھاتا ہے۔ اور وہی جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو مجھے شفا بخشتا ہے۔ اور وہی جو مجھے مارے گا (اور) پھر زندہ کرے گا۔ اور وہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میرے گناہ بخشے گا)

اللہ تعالیٰ ہی کی ذاتِ اقدس ہے جو عطا فرماتا ہے اور روک لیتا ہیں' نقصان ونفع کا مالک ہے۔ پستی وبلندی اور عزت وذلت سے نوازتا ہے' تو اپنی مخلوق میں سے کسی کے باعث نہیں بلکہ محض اپنے عدل وفضل اور حکمت کے ساتھ یعنی

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

(آل عمران:٢٦)

(کہو کہ اے اللہ (اے) بادشاہی کے مالک! تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے۔ ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے)

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں اس نے اپنے نبیؐ سے فرمایا کہ:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ط وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ج وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ج اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ

(الاعراف.١٨٨)

(کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو مومنوں کو ڈر اور خوش خبری سنانے والا ہوں)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے یہ بھی فرمایا کہ:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○

(اے پیغمبر) اس کام میں تمہارا اختیار نہیں (اب دو صورتیں ہیں) یا اللہ ان کے حال پر مہربانی کرے یا انہیں عذاب دے کہ یہ ظالم لوگ ہیں)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے یہ بھی فرمایا کہ:

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا۔ قُلْ اِنِّیْ لَنْ يُّجِيْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۵ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا۔

(الجن ۲۱:۲۲)

یہ بھی کہہ دو کہ میں تمہارے حق میں نقصان اور نفع کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ یہ بھی کہہ دو کہ اللہ (کے عذاب) سے مجھے کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ اور میں اس کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں دیکھتا

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ط وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا۔ (الاحزاب۔۱۷)

(کہہ دو کہ اگر اللہ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو کون تم کو اس سے بچا سکتا ہے۔ یا اگر تم پر مہربانی کرنی چاہے (تو کون اس کو ہٹا سکتا ہے) اور یہ لوگ اللہ کے سوا کسی کو نہ اپنا دوست پائیں گے اور نہ مددگار)

میں شہادت دیتا ہوں کہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم سوال کرنا چاہو تو صرف اللہ سے مانگو۔ جب مدد چاہو تو صرف اللہ سے مانگو اور خوب جان لو کہ اگر ساری امت کے افراد بالاتفاق تمہیں کوئی نفع پہنچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے، مگر وہی جو اللہ نے تمہارے لیے مقرر کر رکھا ہے، اسی طرح اگر یہ سارے کے سارے مل جل کر تمہیں کوئی

نقصان پہچانا چاہیں تو نہیں پہنچا سکتے' مگر صرف وہی جو اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ (نوشتہ تقدیر لکھنے والی) قلموں کو اٹھا لیا گیا ہے اور صحیفوں (کی سیاہی) خشک ہوگئی ہے۔ اس طرح آپؐ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا تھا کہ میرے ساتھ استغاثہ نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ استغاثہ صرف اللہ عزوجل کی ذات گرامی ہی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔

اللهم صل وسلم عليه وعلىٰ آلهٖ وصحبه وكل عبداتبع سنته واقتفى اثره وناصره ووالاہ!

یہ رسالہ جس کا نام ''القول الجلی فی حکم التوسل بالنبی والولی'' ہے اسے حد درجہ عجلت میں اور نہایت اختصار کے ساتھ محمد بن احمد بن محمد بن عبدالسلام ان سب لوگوں کے لئے لکھا ہے جو اہل اسلام میں سے اس سے مطلع ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور سب مسلمانوں کے دلوں کو علم و ایمان کے نور کے ساتھ منور فرمائے' حق کی اتباع وہدایت اور قرآن وسنت کی نصرت واعانت کرنے والوں میں سے بنا دے اور ہمیں دلوں کی کجی' شیطان کی گمراہی اور ایسے بدعی وسائل سے بچائے' جو جہنم کی آگ کے قریب کرنے والے اور رحمٰن کی عبادت میں شرک کا باعث بننے والے ہوں!......

وسیلہ کے معنی

برادران اسلام! یہ خوب جان لو کہ قرآن عظیم کلام سید معصوم امین ﷺ اور لغت، حدیث اور تفسیر کے علماء کے اقوال کی روشنی میں وسیلہ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شریعت پر عمل کے ساتھ جسے اس نے سید الانبیاء ﷺ پر نازل فرمایا، تقرب حاصل کیا جائے، صاحب ''قاموس مادہ'' (وسل) کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ وسیلہ اور واسلہ کے معنی بادشاہ کے ہاں مقام ومرتبہ اور درجہ وتقرب کے ہیں اور ''وسل الی اللہ تعالیٰ توسیلا'' کے معنی یہ ہوں گے کہ کوئی ایسا عمل کیا جس کے باعث بارگاہ الٰہی میں تقرب حاصل ہوگیا۔

صاحب ''المصباح المنیر'' فرماتے ہیں کہ ''وسلت الی اللہ بالعمل'' یہ از باب وعد ہے، اس کے معنی رغبت وتقرب کے ہیں، اس سے لفظ وسیلہ مشتق ہے، جس کے معنی کسی کے ہاں تقرب حاصل کرنے کے ہیں۔ آخر میں آپ لکھتے ہیں کہ ''توسل الی ربہ وسیلۃ'' کے معنی یہ ہوں گے کہ اس نے کسی عمل کی بدولت بارگاہ ایزدی میں تقرب حاصل کیا۔

''نہایہ ابن اثیر'' میں مادہ وسل کے ضمن میں مذکور ہے کہ حدیث اذان میں آیا ہے کہ ''اللھم ات محمدا الوسیلۃ'' تو وسیلہ دراصل ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ساتھ کسی چیز تک پہنچا جائے اور تقرب حاصل کیا جائے۔ اس حدیث میں وسیلہ سے مراد

قرب الٰہی ہے[1]۔ الدر النثیر میں ہے کہ وسیلہ ہر اس چیز کو کہتے ہیں، جس کے ساتھ کسی چیز تک پہنچا جائے اور تقرب حاصل کیا جائے۔ اس کی جمع وسائل آتی ہے۔

امام راغب اصفہانی اپنے "مفردات" کے مادہ "وسل" میں رقم طراز ہیں کہ وسیلہ کے ساتھ رغبت کے ساتھ کسی چیز تک پہنچنے کو کہتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ "وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ" میں وسیلہ کی حقیقت یہ ہے کہ علم وعبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے راستہ کو اختیار کیا جائے اور مکارم شریعت کی پابندی کی جائے۔ یہاں وسیلہ کا لفظ گویا قربت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

امام طبریؒ اپنی تفسیر میں زیر آیت مبارکہ:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوااتَّقُوااللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (المائدہ۔۳۵)

(اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اس کے رستے میں جہاد کرو تاکہ رستگاری پاؤ)

لکھتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق اعمال بجالا کر اس کے ہاں تقرب حاصل کرو۔ وسیلہ بروزن فعیلہ ہے اور یہ "توسلت الی فلان" کے محاورہ سے مشتق ہے، جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ میں نے فلاں شخص کے ہاں تقرب حاصل کیا۔

عَنْتَرَہ کا شعر ہے

---

[1] ابن اثیر کی پوری عبارت یہ ہے کہ وسیلہ کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد روز قیامت کی شفاعت ہے۔ بعض نے کہا کہ وسیلہ یکے از مقامات جنت ہے۔ جیسا کہ حدیث میں بھی آیا ہے۔ (انصاری)

اِن الرجال لهم اليك وسيلة
ان يأخذوكِ تكحلي وتخضبي

(لوگ تجھ تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں اگر وہ تجھے پکڑ لیں تو پھر سرمہ و خضاب استعمال کر)۔ یعنی وسیلہ سے مراد تقرب ہے۔ اہل تفسیر نے بھی ہمارے اسی قول کے مطابق کہا ہے۔ پھر آپ نے بہت سے مفسرین کے اقوال ذکر فرمائے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ وسیلہ کے معنی اللہ کی اطاعت اور اس کی پسند کے اعمال بجالا کر تقرب حاصل کرنے کے ہیں۔

صحابہؓ کرام کا وسیلہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ:

امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے ایک حدیث ذکر کی ہے، جس میں یہ مذکور ہے کہ ایک شخص مسجد نبویؐ میں داخل ہوا اور آنحضرت ﷺ اس وقت کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! مال مویشی تباہ ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے ہیں۔ آپ بارش کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمایئے؟ یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے دعاء کیلئے ہاتھ اٹھا دیئے اور اور دعاء فرمائی کہ اے اللہ! بارش نازل فرما۔ آپ نے یہ دعاء تین بار مانگی، اللہ تعالیٰ نے دعاء قبول فرمائی اور ایک ہفتہ بارش ہوتی رہی۔ اگلے جمعہ پھر وہ آدمی آیا اور آنحضرت ﷺ کھڑے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مال مویشی تباہ ہو گئے اور راستے منقطع ہو گئے[1]۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمایئے کہ وہ اب بارش کو روک لے، آنحضرت ﷺ نے دعاء کیلئے ہاتھ اٹھا دیئے اور یہ دعاء فرمائی اے اللہ بارش اب ہم پر نازل نہ فرما بلکہ ہمارے ارد گرد لے جا، الخ بارش رک گئی اور ہم مسجد نبوی سے جب باہر نکلے تو دھوپ میں چلنے لگے۔

---

[1] یعنی شدت بارش کے باعث

ایک نابینا آدمی کا وسیلہ:

ایک نابینا شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا اور اس نے اپنی نظر کے ختم ہو جانے کی شکایت کی۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم صبر نہیں کر سکتے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! "مجھے کوئی لانے اور لے جانے والا نہیں اور مجھے بے پناہ تکلیف[1] ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں دعاء آخرت کیلئے کر دیتا ہوں اور یہ تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر تم چاہو تو میں نظر کی درستگی کیلئے دعاء کر دیتا ہوں۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ دعاء فرما دیجئے" آپ نے اسے حکم دیا کہ خوب اچھی طرح وضو کر کے یہ دعاء مانگے کہ:۔

اللهم انى اسئلك واتوسل اليك بنبيك[2] نبى الرحمة يامحمد يارسول الله انى اتوجه بك إلى ربى فى حاجتى هذه لتُقضى فَشفعه فى و شفعنى فى نفسى[3]○

(اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی، نبی رحمت کا وسیلہ پیش کرتا ہوں اور یا محمد ﷺ یارسول اللہ! میں آپ کے ساتھ اپنے رب کی

---

[1] یہ الفاظ ترمذی شریف میں نہیں ہیں بلکہ یہ صرف حاکم اور بیہقی کی روایت میں ہیں۔ جیسا کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی کتاب "القاعدة الجليلة فى التوسل والوسيلة" میں بھی ہے۔ انصاری

[2] یعنی یہاں مراد بدعاء نبیک ہے کیونکہ شرعاً ذوات کے ساتھ وسیلہ ممنوع ہے، اسی لیے علامہ عزیزی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ پہلے تو اس نے یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو اس کیلئے سفارش کی اجازت دے پھر وہ آنحضرت ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور آپ سے التماس کی کہ آپ سفارش فرمائیں۔ پھر دوبارہ اس نے اللہ کی طرف توجہ کی کہ اپنے پیغمبر کی سفارش کو قبول فرما لے اور کہا کہ اے اللہ اپنے پیغمبر کی میرے بارے میں سفارش کو قبول فرما"

[3] "وشفعنی فی نفسی" کے الفاظ بھی جامع ترمذی میں نہیں ہے بلکہ بطریق غریب بیہقی و حاکم کی روایت میں ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے "القاعدة الجليلة فى التوسل والوسيلة" میں وضاحت فرمائی ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ الفاظ صحیح سند سے ثابت نہیں ہیں۔ انصاری

طرف توجہ کرتا ہوں تا کہ میری یہ حاجت پوری ہوا ے اللہ! آپ میرے بارے میں اپنے نبی کی اور میری سفارش کو قبول فرما)۔
پس اس طرح دعاء کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کی نظر کو واپس لوٹا دیا۔

امام ترمذیؒ نے اس روایت کو صحیح اور غریب سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ مگر اس میں ابو جعفر منفرد ہے' اگر یہ ابو جعفر خطمی کے علاوہ کوئی اور ہے تو پھر وہ ضعیف ہے[1]

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ کا وسیلہ:

آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرات صحابہ کرامؓ کا معمول یہ تھا کہ جب انہیں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا یا کوئی مصیبت آتی تو وہ اپنے نیک اور اصحاب فضیلت حضرات کے پاس جاتے اور ان کی دعاوشفاعت کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ کے طور پر پیش کرتے جیسا کہ امام بخاریؒ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرؓ قحط کے زمانہ میں حضرت عباسؓ کی دعاء کے ساتھ بارش طلب کرتے اور کہتے:

"اے اللہ! پہلے ہم تیرے نبی ﷺ کی دعاء کے ساتھ بارش طلب کیا کرتے تھے' تو آپ بارش نازل فرمادیتے تھے۔ مگر اب ہم تیرے نبی کے چچا کی دعاء کے ساتھ بارش طلب کرتے ہیں۔ لہذا تو ہمیں اب بھی بارش دے' پس اس طرح بارش نازل ہوجایا کرتی تھی۔

حضرت عباسؓ سے جب بارش کیلئے دعاء کا مطالبہ کیا جاتا، تو وہ بارش کیلئے اس طرح دعاء فرماتے کہ اے اللہ! ہر بلا کسی گناہ کے باعث ہی نازل ہوتی ہے اور توبہ سے دور ہوتی ہے۔ اے اللہ، ہم گناہگاروں کے یہ ہاتھ تیری طرف اٹھے ہوئے ہیں

---

[1] ترمذی میں ہے کہ یہ خطمی کے علاہ کوئی اور ہے۔ شیخ الاسلام "التوسل الوسیلہ" میں فرماتے ہیں کہ ترمذی میں تو اگرچہ اس طرح ہے مگر سب علماء فرماتے ہیں کہ یہ ابو جعفر خطمی ہے اور درست بات بھی یہی ہے (انصاری)

اور ہماری یہ پیشانیاں توبہ کیلئے جھکی ہوئی ہیں' تو بارش نازل فرمادے' آپ کی اس طرح کی دعاء کے بعد پر پہاڑوں جیسے بادل نمودار ہو جاتے اور موسلا دھار بارش شروع ہو جاتی۔ (شرح البخاری)

غار والوں کا وسیلہ:

امام بخاریؒ مسلمؒ اور کئی دیگر ائمہ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ذکر کی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی سفر کر رہے تھے' حتیٰ کہ شب بسر کرنے کیلئے ایک غار میں داخل ہو گئے۔ پہاڑ سے ایک چٹان گری' جس سے غار کا منہ بند ہو گیا تو انہوں نے کہا کہ اس چٹان سے بچنے کی بجز اسکے اور کوئی صورت نہیں کہ تم اپنے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعاء کرو۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ! میرے بوڑھے ماں باپ تھے۔ میں ان سے پہلے کسی کو دودھ نہیں پلایا کرتا تھا۔ ایک دن چارہ کی تلاش میں دور نکل گیا اور جب واپس لوٹا تو والدین سو چکے تھے۔ میں نے دودھ دوہا تو وہ سوئے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے پہلے کسی کو دودھ پلانا پسند نہ کیا۔ لہذا دودھ کا برتن ہاتھ میں لیے ان کے بیدار ہونے کے انتظار میں کھڑا ہو گیا حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔ بھوک اور پیاس کے باعث بچے میرے قدموں میں بلبلا رہے تھے۔ مگر میں نے بیدار ہونے پر سب سے پہلے اپنے ماں باپ ہی کی خدمت میں دودھ پیش کیا اور انہوں نے اسے پیا۔ اے اللہ! اگر میں نے تیری رضا کے حصول کی خاطر یہ عمل کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے' تو وہ چٹان تھوڑی سی کھسک گئی لیکن اب تک غار سے باہر نکل نہیں سکتے تھے۔

دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میری ایک چچازاد بہن تھی' جس سے مجھے بہت زیادہ محبت تھی۔ میں نے اس سے اس کے نفس کا مطالبہ کیا مگر اس نے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک ایسا وقت آیا کہ وہ قحط سالی میں مبتلا ہو گئی تو میرے پاس آئی۔ میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ مجھے اپنے نفس پر دست درازی کی

اجازت دے۔ حتیٰ کہ جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ گیا' تو وہ کہنے لگی اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مہر صرف اسے توڑنے دے جس کا حق ہے۔ میں کھڑا ہو گیا۔ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر میں نے یہ کام تیری رضا کیلئے کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے۔ اللہ تعالیٰ نے چٹان کو کچھ اور ہٹا دیا۔

پھر' تیسرے نے کہا اے اللہ! میں نے ایک فرق سولہ (طل) چاول کے عوض ایک مزدور کام پر رکھا تھا۔ جب اس نے اپنے کام کو مکمل کیا تو کہنے لگا کہ میرا حق دو۔ میں نے اس کے سامنے چاولوں کا فرق پیش کر دیا مگر اس نے اس سے اعراض کیا (اور ناراض ہو کر چلا گیا) مگر میں اسے تجارت میں کام لاتا رہا حتیٰ کہ اس کے نتیجہ میں بہت سی گائیں اور ان کے چرواہے جمع ہو گئے۔ پھر کچھ عرصہ بعد میرے پاس آیا تو میں نے کہا کہ یہ سب گائیں اور یہ چرواہے تیری اجرت ہیں۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا اللہ سے ڈرو اور مذاق نہ کرو' میں نے کہا کہ مذاق نہیں کرتا یہ سب گائیں اور چرواہے لے جاؤ وہ انہیں لے کر چلا گیا۔ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ اگر میں نے یہ کام تیری رضا کی خاطر کیا تھا تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے' اللہ تعالیٰ نے باقی چٹان کو بھی دور ہٹا دیا' وہ باہر نکل کر چلنے لگے۔

حضرت ابن مسعودؓ دعاء کیا کرتے تھے کہ ''اے اللہ تو نے حکم دیا تو میں اطاعت بجالایا'' ''تو نے بلایا تو میں نے لبیک کہا۔ یہ صبح ہو گئی ہے' مجھے معاف فرمادے'' آپ کی یہ دعاء شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے ذکر فرمائی ہے۔

ایک انصاری کا واقعہ:

ابوبکر بن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ از ثابت از حضرت انسؓ روایت کیا ہے کہ ہم ایک انصاری کے گھر گئے' جو بہت زیادہ بیمار تھے۔ ہم بیٹھے رہے حتیٰ کہ ان کی روح قبض ہو گئی۔ ہم نے اس پر کپڑا ڈال دیا۔ اس کی نہایت بوڑھی اماں اس کے سرہانے بیٹھی تھی۔ ہم میں سے کسی نے اس کی طرف دیکھا اور کہا اے خاتون! اپنی

اس مصیبت کا اللہ تعالیٰ سے ثواب طلب کرو' کہنے لگی' کیا بات؟ کیا میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے؟ ہم نے کہا "ہاں" کہنے لگی' کیا تم سچ کہتے ہو؟ ہم نے کہا "ہاں" سچ کہتے ہیں۔ اس نے دعاء کیلئے ہاتھ اٹھا دیئے اور کہا کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے اسلام کو قبول کیا اور تیرے رسول کی طرف ہجرت کی' اس امید سے کہ آپ میری ہر مصیبت کو دور فرما دیا کریں گے لہذا اس مصیبت کا صدمہ مجھ پر آج نہ ڈالو' یہ کہہ کر اس نے اپنے فوت شدہ بیٹے کے منہ سے کپڑا اہٹا دیا حتیٰ کہ وہ زندہ ہو گیا اور ہم نے اس کے ساتھ کھانا بھی کھایا۔

وسیلہ کی شرعی صورت:

ان تمام واقعات کے بعد آپ اس بات کو ذہن نشین کر لیجئے' کہ وہ شرعی وسیلہ' جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے واجب الاتباع پیغمبر ﷺ کی زبانی مشروع قرار دیا ہے' وہ صرف اس بات سے عبارت ہے کہ اس شریعت کی روشنی میں تقرب الٰہی حاصل کیا جائے، جسے اس نے اپنے نبی کی زبانی اتارا ہے۔ خواہ اس کا تعلق علم سے ہو یا عمل سے' عمل قلبی ہو خواہ بدنی یا ممنوع عمل کا ترک اور دوسروں کو اس سے روکنا ہو' گویا اس میں سب طاعات کا بجالانا اور جملہ معاصی کا ترک کرنا داخل ہے اور اس سے مقصود صرف شارع کے حکم کی اطاعت ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی سب سے بڑی صورت یہ ہے کہ اس سے دعا کی جائے۔ مسنون دعاؤں کے ساتھ اس کی بارگاہ میں تضرع وزاری کی جائے' دعاء میں اس کی آیات' کلمات اور صفات کو ذکر کیا جائے۔ خواہ دعاء کرنے والے کی یہ دعاء اپنے لیے ہو یا کسی دوسرے کیلئے' دوسروں میں والدین' اعزہ واقارب' بھائی اور سب مسلمان شریک ہو سکتے ہیں اس امر سے کوئی چیز مانع نہیں[1]۔

---

[1] حدیث میں آیا ہے کہ سب سے زیادہ وہ دعاء قبول ہوتی ہے' جو غائب' غائب کیلئے کرے' صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی کیلئے غائبانہ دعاء کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک فرشتے کو مقرر کر دیتے ہیں' جو آمین کہتا ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

اطاعت الٰہی کی دوسری بڑی صورت یہ ہے کہ اعمال صالحہ مثلاً توحید' ایمان 'نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج' حسن معاملات' حسن مجاورت (پڑوسیوں سے اچھا سلوک) حسن خلق' والدین سے نیکی' اطاعت میں جدوجہد' خالق زمین و آسماں کی پسند کے اعمال' کثرت ذکر الٰہی الحب فی اللہ' البغض فی اللہ' اللہ ورسول کی خیر خواہی' احیائے سنت' مینار بدعت کی بیخ کنی' ترک تقلید' اتباع آثار سلف' اجتناب آراء خلف' امر بالمعروف' نہی عن المنکر' ظاہر وعلانیہ ہر حال میں اللہ کا خوف' کرم وسخاوت' اعتدال' حلم' حیا' ہر مشروع عمل صالح کے ذریعہ حصول تقرب الٰہی' ہر مذموم' محدث اور ممنوع کا ترک جیسی طاعات وقربات کو اپنا لیا جائے' جنہیں رب کائنات نے پسند فرمایا ہے جیسا کہ آیات بینات میں وضاحت ہے' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِيْنَ ۝ (آل عمران ۱۹۳)

اے پروردگار جو (کتاب) تو نے نازل فرمائی ہے' ہم اس پر ایمان لے آئے اور (تیرے) پیغمبر کے متبع ہو چکے' تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ رکھ۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ (آل عمران ۵۳)

اے پروردگار! ہم نے ایک ندا کرنے والے کو سنا کہ ایمان کیلئے پکار رہا تھا۔ (یعنی) اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے۔ اے پروردگار! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے محو کر اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے

اور ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ اللہ کرے کہ تیرے حق میں بھی ایسا ہی ہو۔

ساتھ اٹھا۔

اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْ بَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (آل عمران ١٦)

جو اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے' سو ہم کو ہمارے گناہ معاف فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اٰمَنَّافَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ○

(المومنون: ١٠٩)

میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو دعاء کیا کرتا تھا کہ ہمارے پروردگار ہم ایمان لائے تو تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

جب یہ مذکورہ حقیقت واضح ہوگئی تو آپ کو یہ معلوم ہوگیا ہوگا کہ یہ شرعی طور پر جائز ہے کہ آپ اپنے وسیلہ میں یوں کہیں کہ:

اللهم انى اسئالك واتوسل اليك بأنك انت الله الواحد الاحد الفرد الصمد ان تفعل لى كذا وكذا○

اے اللہ میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں اور تیری طرف وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ تو اے اللہ! واحد' احد' یکتا' بے نیاز ہے کہ میرا یہ کام کردے۔

یا یوں کہیں کہ:

اللهم انى اتوسل اليك بالقرآن العظيم وبأسمائك الحسنىٰ وصفاتك العليا ان تفعل بى

کذاo

اے اللہ! میں قرآن عظیم' تیرے اسماء حسنیٰ اور صفاتِ علیا کا وسیلہ دے کر کہتا ہوں کہ میرا یہ کام کر دے۔

یا یوں کہیں کہ:

اللهم انى اتوسل اليك بايمانى بسائر الانبياء والمرسلينo

اے اللہ! تمام انبیاء کرام اور مرسلین پر جو میرا ایمان ہے' اس کے وسیلہ سے میں سوال کرتا ہوں۔

بايمانى واقتدائى وطاعتى ومحبتى للنبى محمد ﷺ ان تفعل بى كذاo

حضرت محمد ﷺ کے ساتھ میرا جو ایمان ہے' میری اقتداء' طاعت اور محبت ہے اس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا یہ کام کر دے۔

ياتوسل اليك باقتدائى بالخلفاء الراشدين والصحابة الهادين المهديين ومحبتى لجميع عبادك الصالحين وآل بيت نبيك الطاهرين ان تفعل بى كذاo

میں خلفائے راشدین اور ہادی و مہدی حضرات صحابہ کرام کی اقتداء اور تیرے سب نیک بندوں اور تیرے نبی کے اہل بیت پاک سے مجھے' جو محبت ہے اس کے وسیلہ سے دعاء ہے کہ میرا یہ کام کر دے۔

آپ یوں بھی دعاء کر سکتے ہیں کہ اے اللہ! تیرے فلاں نیک اور مطیع

بندے سے مجھے جو محبت ہے اور تیرے احکام کے نافرمان تیرے فلاں بندے سے جو بغض ہے اور کفرؑ کا فروں‘ تیری کتابوں کے منکروں‘ اور تیرے اوامر ونواہی کے عاصیوں سے مجھے جو بغض ہے‘ اس کے وسیلہ سے دعاء کرتا ہوں کہ میرا یہ کام کر دے۔ علی ھذا القیاس وسیلہ کی اس قسم کی صورتیں جائز ہیں لیکن شرط یہ کہ قائل سچا ہو‘ نہ تو جھوٹا دعویٰ کرنے والا ہو اور نہ مغرور‘ جیسا کہ غار والے مذکورہ تین شخصوں کا معاملہ تھا۔

وسیلہ کی ناجائز صورت:

بعض عوام میں وسیلہ کی جو یہ صورت مروج ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے انبیاء اولیاء اور صالحین کی شخصیتوں کا وسیلہ دے کر سوال کرتے ہیں، یہ نہ ذریعہ تقرب ہے اور نہ وسیلہ بلکہ یہ بدعت‘ جھوٹی بات‘ شیطان کی طرف سے گمراہی و بہکاوا اور قطعاً غیر مشروع ہے۔ بلکہ یہ تو مشرکوں کا عمل ہے‘ جو اہل کتاب کی طرف سے مسلمانوں میں بھی سرایت کر گیا ہے۔ جیسا کہ بت پرستوں کا بھی یہی طرز عمل ہے۔ ان کے وسیلہ کا عام طور پر انداز اس طرح ہوتا ہے کہ وہ یوں کہتے ہیں: اے اللہ! تجھ پر نبی کا جو حق ہے، آپ کی قبر معظم‘ قبہ اور جاہ و برکت کا آپ کے ذمہ جو حق ہے‘ اس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ کے نبی میں آپ کو آپ کے رب کے پاس لے جاتا ہوں ۔یا سیدنا حسین‘ یاست‘ یاام ہاشم‘ یا بدوی‘ یا متبولی تجھے تیرے نانا کے پاس لے جاتا ہوں‘ تیرے نانا کو تیرے رب کے پاس لے جاتا ہوں‘ اے میرے فلاں آقا میری فریاد رسی فرما۔ میں تیرے ساتھ پناہ چاہتا ہوں۔ میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں۔ میرے دشمن کے خلاف میری مدد فرما‘ اور جو مجھ پر ظلم کرتے ہیں‘ ان کے خلاف میری مدد فرما۔ اس سے سنگین ترین صورت یہ ہے کہ یوں کہے کہ مجھے معاف کر دے اور میری توبہ قبول کر۔ جیسا کہ جاہلوں اور مشرکوں کا ایک گروہ کرتا ہے اور اس سے بھی سنگین ترین صورت یہ ہے کہ آپ کی قبر کو سجدہ کرے یا قبر کی طرف منہ کر کے

نماز پڑھے اور قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے افضل سمجھے' جیسا کہ بعض مشرک یوں کہا کرتے ہیں کہ کعبہ تو عوام کا قبلہ ہے اور یہ روضہ اطہر خواص کا قبلہ ہے۔ اسی طرح بعض جاہل و مشرک لوگ یوں بھی کہا کرتے ہیں کہ اے نبی کے اہل بیت ہماری طرف رضامندی کی آنکھ سے دیکھو۔ اے اہل اللہ مدد کرو' اے اللہ کے بندو! عارف تو جانتا ہے لہذا اہل بصیرت کے سامنے شکوہ عیب ہے' اے ہمارے سردارو! ہماری نگہداشت کرو' تم ہمیں کافی ہو۔ وہ سب لوگ جو ہم پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں' ان سے تم نپٹو اور جلدی سے ان کے مقابلہ میں مجھے کامیابی سے نواز و' اسی مفہوم میں ہیں بعض ارباب عمائم کے یہ اشعار ہیں۔

یاآل طه علیکم حملتی حسبت   ان الضعیف علی الاجواد محمول

اے آل طٰہ میرا حملہ کرنا تمہارے ذمہ ہے کیونکہ کمزور کو گھوڑوں پر سوار کیا جاتا ہے

یاسادتی من امکم لرغبة فیکم خیر   ومن تکونوا ناصریه ینتصر

اے میرے سردارو! جو رغبت کرتے ہوئے تمہارا قصد کرے وہ غالب ہے اور جس کے تم مددگار بن جاؤ وہ کامیاب ہے۔

یا ابن بنت الرسول انت جواد   والتجأنا الی حماك المنیع

اے رسول ﷺ کی صاحبزادی کے لخت جگر! تو سخی ہے اور ہم تیری محفوظ چراگاہ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

ساء ناالدهربالخطوب فجئنا   نرتجی من عطاك حسن الصنیع

حوادث زمانہ نے ہمارے ساتھ برا سلوک کیا ہے' تو ہم آپ کے پاس آپ کی عطا سے اچھے طرز عمل کی امید لے کر آئے ہیں۔

ومن تکن برسول الله نصرته   ان تلقه الاسد فی آجا مها تجم

جس کی مدد آنحضرت کے ساتھ ہو اسے شیر بھی اگر اپنی جگہوں میں ملیں تو اس پر حملہ سے رک جائیں۔

بالسیدالبدوی احمد ذخرنا　　غوث الوری وھوالمجیرمن العطب

ہمارا ذخیرہ سید احمد بدوی ہیں' جو ساری مخلوق کے فریادرس اور تکلیفوں سے پناہ دینے والے ہیں۔

یا کعبة الاسرارانت غیاثنا　　یاکاشف الکربات یاشیخ العرب

اے کعبہ اسرار' اے مشکلات کو دور کرنے والے' اے شیخ عرب تو ہی ہمارا فریادرس ہے۔

بعض لوگوں نے احمد بدوی کے پاس اپنا شکوہ پیش کرتے ہوئے نہایت قبیح اشعار کہے ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

فجئنا حماکم نرفع الامرسیدی　　ونطلب دین اللّٰہ واللّٰہ ناصر

اے میرے آقا ہم تیرے دربار میں اپنا معاملہ پیش کرتے ہیں' اللہ کے دین کے طالب ہیں اور اللہ مددگار ہے۔

وانت امام الاولیاء ولا مرا　　وانت غیاث الملتجأ وھوفی الضمائر

تو بے شک امام اولیاء ہے اور تو حیران و پریشان فریاد کرنے والے کیلئے فریادرس ہے۔

فھاقد بسطنا بعض شان نریدہ　　وثم امور قدحوتھاالضمائر

یہ ہم نے اپنے بعض معاملات تو پیش کر دیئے جبکہ بہت سے امور ایسے ہیں جو دلوں میں مخفی ہیں۔

فمنھا دخولی فی البقاء وھدایتی　　لاقوم طرق اللّٰہ وھی المخافر

ان میں سے ایک تو دخول بقا اور اللہ تعالیٰ کے راستوں میں سے نہایت درست راستے کی طرف ہدایت ہے اور یہی سرمایہ افتخار ہے۔

وصحة جسم للذین احبھم　　کذلك فی العزّوالعمروافر

جن لوگوں سے مجھے محبت ہے انہیں جسمانی صحت اور عزت و عمر میں فراوانی عطا فرما۔

ونصری علی الاعداء وجاہ مئوید　　وفوزمبین دائم یتقاطر

مجھے دشمنوں کے مقابلہ میں فتح و نصرت، تائید و حمایت اور دائمی طور پر واضح کامیابی عطا فرما۔

فقل یاطویل الباع قداجبتکم   بکل الذی ترجون واللہ جابر

اے لمبے ہاتھوں والے یہ کہو کہ میں تمہاری تمام امیدوں کو پورا کر رہا ہوں اور اللہ ہی غالب ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے رسول مقبول ﷺ اور توحید خالص کے علمبردار جانتے ہیں کہ وسیلہ کی یہ صورت عین شرک و کفر اور صریحاً اللہ و رسول کی مخالفت ہے۔ اللہ انہیں زندہ و سلامت نہ رکھے، جزائے خیر نہ دے، ان سے راضی نہ ہو، تاوقتیکہ یہ توبہ کر کے اپنے شرک و کفر سے اظہار برات نہ کر دیں اور اللہ تعالیٰ کے حق کو نہ پہچان لیں، ان کا معاملہ تو بالکل ان لوگوں جیسا ہے، جن کا قول و عمل اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَاللّٰهِ ط (یونس۔۱۸)

اور یہ (لوگ) اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں، جو نہ ان کا کچھ بگاڑ ہی سکتی ہیں اور نہ کچھ بھلا ہی کر سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَانَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَاهُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۵ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۵ (الزمر۔۳)

اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے ہیں

(وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں' تو جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ان میں ان کا فیصلہ کردے گا۔ بے شک اللہ اس شخص کو جو جھوٹا ناشکرا ہے ہدایت نہیں دیتا۔

اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ۔ (الاعراف:۱۹۷)

اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ نہ تمہاری مدد ہی کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں۔

فرمایا:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا o اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا o (الاسراء: ۵۶۔۵۷)

کہو (کہ مشرکو) جن لوگوں کی نسبت تمہیں (معبود ہونے کا) گمان ہے ان کو بلا دیکھو۔ وہ تم سے تکلیف کو دور کرنے یا اس کے بدل دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے۔ یہ لوگ جن کو (اللہ کے سوا) پکارتے ہیں' وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں ذریعہ (تقرب) تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون ان میں (اللہ کا) زیادہ مقرب (ہوتا ہے) اور اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوف رکھتے ہیں۔ بے شک

تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

فرمایا:۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ○ (سبأ:۲۲)

کہہ دو کہ جن کو تم اللہ کے سوا (معبود) خیال کرتے ہو۔ ان کو بلاؤ۔ وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ بھر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ ان میں ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

(آل عمران ۸۰)

اور اس کو یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو رب بنالو۔ بھلا جب تم مسلمان ہو چکے تو کیا اسے زیبا ہے کہ تمہیں کافر ہونے کا کہے؟

فرمایا:۔

اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ○ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ○ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ○ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ○ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ○ (مریم ۹۱:۹۵)

کہ انہوں نے اللہ کیلئے بیٹا تجویز کیا اور اللہ کو شایاں

نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے۔ تمام شخص جو آسمانوں اور زمین میں ہیں
سب اللہ کے روبرو بندے ہو کر آئیں گے' اس نے ان (سب)
کو (اپنے علم سے) گھیر رکھا اور (ایک ایک کو) شمار کر رکھا ہے۔
اور سب قیامت کے دن اس کے سامنے اکیلے اکیلے حاضر ہوں
گے۔

کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ (الشعرآء ۲۱۴)

اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو۔

تو اس ارشاد کی تعمیل میں آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور آپؐ نے فرمایا اے فاطمہؓ بنت محمدؐ! اے صفیہ بنت عبدالمطلب! اے بنی عبدالمطلب! اے عباس بن عبدالمطلب! اے گروہ قریش! تم اپنے نفسوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے کچھ کام نہ آسکوں گا۔ اور ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں: اپنے نفسوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ' میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے کسی معاملے کا مالک نہیں (صحیح مسلم)

آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے رب سے اپنی ماں کیلئے دعاء مغفرت کی اجازت مانگی' تو مجھے اجازت نہ دی گئی۔ پھر میں نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو اس کی مجھے اجازت دے دی گئی۔ (صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا کہ اعلان فرما دیں:۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ
وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا
مَسَّنِىَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ
يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف:۱۸۸)

کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی

اختیار نہیں رکھتا۔ مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو مومنوں کو ڈر اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔

قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۝ وَّ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ (الجن ۲۱:۲۲)

یہ بھی کہہ دو کہ میں تمہارے حق میں نقصان اور نفع کا کچھ اختیار نہیں رکھتا یہ بھی کہہ دو کہ اللہ (کے عذاب) سے مجھے کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِیْنَ ۝ (الحاقة ۴۴-۴۷)

اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنالاتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے' پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے' پھر تم میں سے کوئی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۝ (الکہف ۱۱۰)

کہہ دو کہ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں (البتہ) میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (وہی) ایک معبود ہے۔ تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے' چاہیے کہ عمل نیک کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ

بنائے۔

کیا تم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اپنے بندے اور نبی حضرت نوح علیہ السلام کی بابت یہ ارشاد نہیں پڑھا:

وَنَادٰی نُوۡحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَهۡلِیۡ وَاِنَّ وَعۡدَكَ الۡحَقُّ وَاَنۡتَ اَحۡكَمُ الۡحٰكِمِیۡنَ۝ قَالَ یٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَیۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسۡـَٔلۡنِ مَا لَیۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ اِنِّیۡۤ اَعِظُكَ اَنۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِیۡنَ۝ (ھود:۴۵۔۴۶)

اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا کہ پروردگار! میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں ہے۔ (تو اس کو بھی نجات دے) تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بہتر حاکم ہے۔ اللہ نے فرمایا کہ نوح! وہ تیرے گھر والوں میں نہیں ہے۔ وہ تو ناشائستہ افعال ہے۔ تو جس چیز کی تم کو حقیقت معلوم نہیں اس کے بارے میں مجھ سے سوال ہی نہ کرو اور میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ نادان نہ بنو۔

اسی طرح سب رسولوں کے سردار، اولاد آدم کے سردار، جنت میں جانے کی سب سے پہلے شفاعت کرنے والے نبی محترم، جو ساری امتوں کے بارے میں شہادت دیں گے اور روز قیامت حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء کرامؑ ان کے جھنڈے تلے جمع ہوں گے، انہیں بھی بارگاہ الٰہی میں قدر و منزلت کی اس بلندی اور درجات کی رفعت کے باوجود اپنے اعزہ واقارب سے کچھ کفایت کرنے کی قدرت نصیب نہ ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے کسی چیز کے مالک نہیں ہو سکے بلکہ جب آپؐ نے ابو طالب کے لئے استغفار کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرما دیا:

مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوٓا اَنۡ يَّسۡتَغۡفِرُوۡا لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ وَلَوۡ كَانُوۡٓا اُولِىۡ قُرۡبٰى مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُمۡ اَصۡحٰبُ الۡجَحِيۡمِ ۝ (التوبہ ۱۱۳)

پیغمبر اور مسلمانوں کو شایاں نہیں کہ جب ان پر ظاہر ہو گیا کہ مشرک اہل دوزخ ہیں' تو ان کے لئے بخشش مانگیں گو وہ ان کے قرابت دار ہی ہوں!

نیز اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:۔

اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ‌ ۚ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ (القصص:۵۶)

(اے محمدؐ) تم جس کو دوست رکھتے ہو ہدایت نہیں کر سکتے۔ بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے' ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کو خوب جانتا ہے۔

اسی طرح ابوالانبیاء حضرت نوح علیہ السلام کو بھی اپنے لڑکے' اپنے جگر کے ٹکڑے کیلئے شفاعت کی اجازت نہ ملی بلکہ اللہ تعالیٰ نے نہایت سختی کے ساتھ یہ کہنے سے بھی منع فرمایا کہ:۔

رَبِّ اِنَّ ابۡنِىۡ مِنۡ اَهۡلِىۡ۔

میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں ہے۔

یہ اس لیے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے' اسے قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے' اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ فرعون کی بیوی کی بابت اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ:۔

اِذۡ قَالَتۡ رَبِّ ابۡنِ لِىۡ عِنۡدَكَ بَيۡتًا فِى الۡجَـنَّةِ

وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۝ (التحریم:۱۱)

اس نے اللہ سے التجا کی کہ اے میرے پروردگار ! میرے لئے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے اعمال (زشت مآل) سے نجات بخش اور ظالم لوگوں کے ہاتھ سے مجھے مخلصی عطا فرما۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء کو شرف قبولیت سے نوازا اور فرعون کا ظلم و کفر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکا۔ جیسا کہ حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما الصلوٰۃ والسلام کی نافرمان بیویوں کی بابت فرمایا کہ:۔

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّ قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ۝ (المریم:۱۰)

دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے گھر میں تھیں اور دونوں نے ان کی خیانت کی تو وہ اللہ کے مقابلے میں ان عورتوں کے کچھ بھی کام نہ آئے اور ان کو حکم دیا گیا کہ سب داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔

اسی طرح حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے جب اپنے باپ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ:۔

لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

میں تمہارے لیے ضرور مغفرت کی دعاء کروں گا اور میں اللہ سے تمہارے لیے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔

تو اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ:۔

وَمَاكَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ۭ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ○ (التوبہ: ۱۱۴)

اور ابراہیم کا اپنے باپ کے لئے بخشش مانگنا تو ایک وعدے کے سبب تھا جو وہ اس سے کر چکے تھے' لیکن جب ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے۔ کچھ شک نہیں کہ ابراہیم بڑے نرم دل اور متحمل تھے۔

چھوٹے اور بڑے سب بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا قانون عدل ومساوات اسی طرح ہے' پھر یہاں ایک نہایت لطیف نکتہ بھی ہے' جسے سمجھ لینا ضروری ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ اپنے انبیاء سے ہے جو دیگر مخلوق میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ اعظم' افضل اور اکرم ہوتے ہیں' تو ان لوگوں کے ساتھ کیا رعایت ہو سکتی ہے' جو انبیاء کرام علیہم السلام کے اعزہ واقارب بھی نہیں اور ویسے بھی ان کی زندگیوں کے بعد آئے ہیں؟ جب انبیاء کے ساتھ اللہ کا یہ معاملہ ہے تو ان اولیاء سے جو انبیاء سے کئی درجے کم ہیں مثلاً بدوی' متبولی' دسوقی' بیومی اور صاوی وغیرہ ان سے اللہ کے معاملہ کا آپ خود اندازہ فرما لیجئے؟ تو اس سے معلوم ہوا کہ وسیلہ کا یہ طریقہ ممنوع اور شرعی طور پر ناجائز ہے۔

قرآن عظیم اور ذکر حکیم میں جو کہ اللہ عزیز و علیم کی طرف سے نازل شدہ ہے' کئی ایک مقامات پر اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ انسان کو آخرت میں صرف انہی اچھے یا برے اعمال کی جزا یا سزا ملے گی' جو اس نے خود کیے۔ آباؤ اجداد کے اچھے یا برے اعمال بچوں کو نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے اور نہ بچوں کے اچھے یا برے اعمال آباؤ اجداد کے لئے نفع کا باعث ہوں گے۔ ہاں البتہ نص سے اگر کوئی صورت ثابت ہو تو وہ مستثنیٰ ہو گی۔[1]

---

[1] جیسا کہ انسان کا اپنے والدین یا زندہ اور مردہ بھائیوں کے لئے دعا یا ان کی طرف سے صدقہ کرنا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۔ (انعام۔۱۶۵)

کہو کیا میں اللہ کے سوا اور پروردگار تلاش کروں اور وہی تو ہر چیز کا مالک ہے اور جو کوئی (برا) کام کرتا ہے' تو اس کا ضرر اسی کو ہوتا ہے اور کوئی شخص کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تم (سب) کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے تو جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے' وہ تم کو بتائے گا۔

نیز فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ (حم السجدۃ۔۴۶)

جو نیک کام کرے گا تو اپنے لیے اور جو برے کرے گا تو ان کا ضرر اسی کو ہوگا اور تمہارا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

نیز فرمایا:

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ مُوْسٰى ۝ۙ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى ۝ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۝ وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ (النجم ۳۶۔۴۱)

کیا جو باتیں موسیٰ کے صحیفوں میں ہیں' ان کی اس

کو خبر نہیں پہنچی اور ابراہیم کی جنہوں نے حق اطاعت و رسالت پورا کیا (وہ) یہ کہ کوئی شخص دوسرے (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور یہ کہ اس کی کوشش دیکھی جائے گی پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

نیز فرمایا:

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (المزمل:۲۰)

اور جو عمل نیک تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے ہاں بہتر اور صلے میں بزرگ تر پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگتے رہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

نیز فرمایا:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (الزلزال:۷۔۸)

تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ خواہشات نفس کی اتباع کا نام دین نہیں ہے' جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًاo (النساء:۱۲۳۔۱۲۴)

(نجات) نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر۔ جو شخص برے عمل کرے گا اسے اسی (طرح) کا بدلہ دیا جائیگا اور وہ اللہ کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مددگار اور جو نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کی تل برابر بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔

پس جو لوگ ایمان لائے اور وہ طریقۂ محمدی پر استقامت کے ساتھ رہے‘ نیک اعمال کیے‘ جہاد کیا‘ نیکی کے کاموں میں سبقت کی تاکہ خالق ارض وسما راضی ہو‘ تو کوئی شخص نہیں جانتا کہ ایسے سعادت مندوں کے لیے ان کے نیک اعمال کے صلہ میں ان کے مالک نے بہشت بریں میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے کیا کیا سامان تیار کر رکھے ہیں۔ جنت میں ان نیک بختوں سے کہا جائے گا۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِo (الحاقہ:۲۴)

جو (عمل) تم ایام گزشتہ میں بھیج چکے‘ اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔

اور فرمایا۔

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَo (الطور ۱۹)

جو تم عمل کرتے تھے اس کے صلے میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔

فرشتے انہیں سلام کرتے ہوئے کہیں گے۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِo (الرعد:۲۴)

تم پر سلامتی ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے اور عاقبت کا گھر خوب (گھر) ہے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ○ (الزمر:۷۳)

اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کو گروہ گروہ بنا کر بہشت کی طرف لے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے' تو اس کے داروغے ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام 'تم بہت اچھے رہے' اب اس میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔

لیکن جن لوگوں نے برے اعمال کا ارتکاب کیا' زمین میں فتنہ وفساد برپا کیا اور ایسے اعمال کیے جو خالق ارض وسماء کی ناراضی کا باعث ہوں' تو ان کی بابت ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ○ (طہ:۷۴)

جو شخص اپنے پروردگار کے پاس گنہگار ہو کر آئے گا تو اس کے لئے جہنم ہے' جس میں نہ مرے گا نہ جیئے گا۔

نیز فرمایا:

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ○ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ○

(القمر:۴۷۔۴۸)

(بے شک گنہگار لوگ گمراہی اور دیوانگی میں
(مبتلا) ہیں۔ اس روز منہ کے بل دوزخ میں گھسیٹے جائیں گے۔
اب آگ کا مزہ چکھو)

نیز فرمایا:

يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِىْ وَالْاَقْدَامِ ۝ (الرحمٰن:۴۱)

گنہگار اپنے چہرے ہی سے پہچان لیے جائیں گے تو پیشانی کے بالوں اور پاؤں سے پکڑ لئے جائیں گے۔

نیز فرمایا:

يُبَصَّرُوْنَهُمْ ط يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْيَفْتَدِىْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيْهِ ۝ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۝ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِىْ تُؤْيْهِ ۝ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝

(المعارج:۱۱۔۱٤)

ایک دوسرے کو سامنے دیکھ رہے ہوں گے (اس روز) گنہگار خواہش کرے گا کہ کسی طرح اس دن کے عذاب کے بدلے میں (سب کچھ) دے دے (یعنی) اپنے بیٹے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنا خاندان جس میں وہ رہتا تھا اور جتنے آدمی زمین پر ہیں (غرض) سب (کچھ) دے دے اور اپنے تئیں عذاب سے چھڑا لے۔

اس کے جواب میں فرمایا:

كَلَّا ط اِنَّهَا لَظٰى ۝ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝ (المعارج ۱۵۔۱٦)

(لیکن) ایسا ہرگز نہیں ہوگا' وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے

کھال ادھیڑ ڈالنے والی۔

نیز فرمایا:

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ o طَعَامُ الْاَثِيْمِ o كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ o كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ o خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ o ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ o ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ o

(الدخان:۴۳۔۴۹)

بلاشبہ تھوہر کا درخت، گنہگار کا کھانا ہے، جیسے پگھلا ہوا تانبا پیٹوں میں (اس طرح) کھولے گا، جس طرح گرم پانی کھولتا ہے (حکم دیا جائے گا کہ) اسکو پکڑلو اور کھینچتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ لے جاؤ، پھر اس کے سر پر کھولتا ہوا پانی انڈیل دو (کہ عذاب پر) عذاب (ہو)، اب مزہ چکھ، تو بڑی عزت والا (اور) سردار ہے۔

ان سے یہ بھی کہا جائے گا کہ:

كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ o (المرسلت:۴۶)

تم کسی قدر کھا لو اور فائدے اٹھا لو، تم بے شک گنہگار ہو۔

عقلمند اور دانش ور وہ ہے، جو درج ذیل فرامین الٰہی پر غور و فکر کرے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى o وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى o (الاعلیٰ:۱۴۔۱۵)

بے شک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا o وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا o (الشمس ۹۔۱۰)

جس نے (اپنے) نفس (یعنی روح) کو پاک رکھا۔ وہ مراد کو پہنچا

اور جس نے اسے خاک میں ملایا وہ خسارے میں رہا۔

نیز فرمایا:

اَفَمَنۡ كَانَ مُؤۡمِنًا كَمَنۡ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسۡتَوٗنَ ۝ اَمَّا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمۡ جَنّٰتُ الۡمَاۡوٰى نُزُلًا ۢ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيۡنَ فَسَقُوۡا فَمَاۡوٰٮهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوۡۤا اَنۡ يَّخۡرُجُوۡا مِنۡهَاۤ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا وَقِيۡلَ لَهُمۡ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ النَّارِ الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ تُكَذِّبُوۡنَ ۝ (السجدة ۱۸۔۲۰)

بھلا جو مومن ہو وہ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے' جو فاسق ہو؟ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے (رہنے کے) لیے باغ ہیں یہ مہمانی ان کاموں کی جزا ہے جو وہ کرتے تھے اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کے (رہنے کے لئے) دوزخ ہے' جب چاہیں گے کہ اس میں سے نکل جائیں' تو اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھوٹ سمجھتے تھے' اس کے مزے کو چکھو۔

جب آپ کے سامنے یہ حقائق واضح ہو گئے اور آپ نے انہیں خوب سمجھ لیا تو پھر اچھی طرح جان لیجئے کہ آپ کا غیر اللہ کے سامنے التجاء و فریاد اور نداء و پکار آپ کے لئے حد درجہ نقصان دہ اور انتہائی خطرناک ہے اگر آپ اس طرز عمل ہی پر ڈٹے رہیں گے تو پھر سن لو کہ آپ اور آپ جیسے لوگوں کی بابت قرآن حکیم کیا کہتا ہے:

يَدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنۡفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِيۡدُ ۝ يَدۡعُوۡا لَمَنۡ ضَرُّهٗۤ

اَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهٖ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ۝
(الحج ۱۲-۱۳)

یہ اللہ کے سوا ایسی چیز کو پکارتا ہے جو نہ اسے نقصان پہنچائے اور نہ فائدہ دے سکے، یہی تو پرلے درجے کی گمراہی ہے۔ (بلکہ) ایسے شخص کو پکارتا ہے جس کا نقصان فائدہ سے زیادہ قریب ہے۔ ایسا دوست بھی برا اور ایسا ہم صحبت بھی برا۔

اے علماء دین! اے ائمہ مؤمنین! اے بادشاہانِ مسلمین! یہ بتاؤ کہ اسلام کے لئے کفر سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہوسکتی ہے۔ اور اگر اس واضح اور صریح شرک کی تردید جب نہیں، تو بتلاؤ اور پھر کس چیز کی تردید واجب ہے۔ شرک کی بابت اللہ تعالیٰ کے ارشادات حسب ذیل ہیں:۔

يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ط اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۝
(لقمان ۔۱۳)

(لقمان نے کہا) بیٹا اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا شرک تو بڑا (بھاری) ظلم ہے۔

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۝
(المائدۃ ۔۷۲)

جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے گا اللہ اس پر بہشت کو حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ

سَحِيۡقٍ‌O (الحج:۳۱)

جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا۔ پھر پرندوں نے اس کی بوٹیاں نوچ لیں یا اس کو ہوا نے کسی دور دراز جگہ میں لے جا پٹخا۔

میرے بھائیو! ذرا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھی یاد کرو جو اس نے اپنے نبی سے مخاطب ہوتے فرمایا۔

لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا‌O

(بنی اسرائیل۔۲۲)

اللہ (برحق) کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کر (یعنی شرک مت کر) ورنہ تو بدحال، بے مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا۔

وَلَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلۡقٰى فِىۡ جَهَنَّمَ مَلُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا‌O (بنی اسرائیل۔۳۹)

اور اللہ برحق کے ساتھ کوئی اور معبود تجویز نہ کرو۔ ورنہ تو الزام خوردہ اور راندہ ہو کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

وَلَقَدۡ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ وَاِلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ‌ۚ لَئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ‌O بَلِ اللّٰهَ فَاعۡبُدۡ وَكُنۡ مِّنَ الشّٰكِرِيۡنَ‌O

(الزمر ۶۵۔۶۶)

اور (اے محمدؐ) تمہاری طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں، یہی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے۔ اور تم زیاکاروں میں ہو جاؤ گے بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرو اور

شکر گزاروں میں ہو۔

وسیلہ کی اقسام

ہمارے اس رسالہ القول الجلی کا خلاصہ یہ ہے کہ وسیلہ کی حسب ذیل پانچ اقسام ہیں۔

١ پہلی قسم وہ ہے' جسے کتاب کے آغاز میں سب سے پہلے ذکر کیا گیا ہے اور وہ ہے اللہ تعالٰی کی طرف اس کی ذات وصفات کے ساتھ ایمان' فرشتوں' کتابوں اور رسولوں کے ساتھ ایمان، قرآن مجید میں اپنے پیغمبر ﷺ کی زبانی جن اطاعات واعمال صالحہ کو فرض قرار دیا اور جن معاصی اور امور گناہ کو حرام قرار دیا ہے، ان کے ساتھ ایمان رکھتے ہوئے وسیلہ تلاش کیا جائے۔ وسیلہ کی یہ قسم فرض ہے۔ اس کے بغیر ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی۔

٢ آنحضرت ﷺ کی دعاء اور شفاعت کے ساتھ وسیلہ' آپ کی حیات مبارکہ میں تو اس کی صورت یہ تھی کہ ہم آپؐ سے دعاء کا مطالبہ کرتے یا بغیر مطالبہ کے آپؐ ہمارے لئے دعاء فرما دیتے اور روز قیامت اس کی صورت یہ ہوگی' جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ لوگ آپ سے شفاعت کا مطالبہ کریں گے۔ آپ اس مطالبہ کو تسلیم فرمائیں گے اور دعاء فرمائیں گے' جسے اللہ تعالٰی شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے گے۔

٣ وسیلہ کی تیسری قسم یہ ہے کہ کسی نبی یا ولی کے حق' جاہ' برکت یا حق قبر اور حق قبہ کے وسیلہ کو اختیار کیا جائے۔ یہ صورت بلا اختلاف مذموم' ممنوع اور حرام ہے۔ شارح ''الاحیاء'' وغیرہ نے لکھا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور صاحبین نے یہ مکروہ سمجھا ہے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ اے اللہ! میں فلاں کے حق' یا تیرے نبیوں اور رسولوں کے حق' یا بیت الحرام کے حق یا مشعر حرام[1] کے حق کے ساتھ تجھ سے سوال کرتا ہوں کیونکہ اللہ

---

[1] مشعر حرام ایک پہاڑ ہے جو مزدلفہ کے آخر میں ہے اور اس کا نام قزح ہے۔ (مصباح)

تعالیٰ کے ذمہ کسی کا کوئی حق نہیں۔ فقہ حنفی کی کتب متون میں بھی یہ موجود ہے کہ دعاء کرنے والے کا انبیاء اور رسولوں' بیت الحرام اور مشعر حرام کے حق وسیلہ کو پیش کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

۴ انبیاء اور فوت شدہ اولیاء سے یہ کہا جائے کہ میرے لیے اللہ سے دعاء کرو یا سوال کرو یا میں تمہیں فلاں کے پاس لے جاتا ہوں اور فلاں کو اللہ کے پاس لے آتا ہوں' وسیلہ کے یہ تمام کلمات ایسے ہیں' جن کے بدعت اور حرام ہونے میں ہماری شریعت مطہرہ کا کوئی بھی عالم قطعاً شک نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس کے جواز کے سلسلہ میں کتاب وسنت کی کوئی شہادت موجود نہیں اور پھر یہ صورت آہستہ آہستہ یہاں تک پہنچا دیتی ہے کہ اسے اختیار کرنے والا بالآخر قبر والے ہی کو پکارنا شروع کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ!

۵ پانچویں صورت یہ ہے کہ غیر اللہ کو پکارا جائے اور فریاد رسی کی جائے۔ مثلاً کوئی اس طرح کہے: اے میرے فلاں آقا میری فریاد رسی کرو۔ مجھے پالو' بچالو' میرے دشمن کے خلاف میری مدد کرو۔ جو مجھ پر ظلم کر رہا ہے' اس کے خلاف میری مدد کرو۔ اے میرے آقا میری مدد کرو' اے اللہ والو! اللہ کے لئے دو۔ یا یوں کہے کہ اے اللہ والو! ہماری طرف نظر رضا سے دیکھو۔ وسیلہ کی یہ صورت اللہ تعالیٰ کے ساتھ بالکل شرک اور کفر ہے۔

"اللھم انی اعوذبك ان اشرك بك وانا اعلم واستغفرك لمالا اعلم' اللھم انی اسئالك ایمانا یبا شرقلبی حتی اعلم انه لایغنینی الا ما کتبته لی۔"

ایک حدیث:

وسیلہ کی ان ممنوع صورتوں کے جواز میں ایک حدیث پیش کی جاتی ہے کہ:

توسلوابجاھی فان جاھی عنداللہ عظیم .أو

اذاسالتم اللہ فاسئلوہ بجاھی فان جاھی عنداللہ عظیم٥

میرے جاہ کے ساتھ وسیلہ اختیار کرو کیونکہ اللہ کے ہاں میرا جاہ بڑا عظیم ہے۔ یا الفاظ یہ ہیں کہ جب تم کوئی سوال کرو تو میرے جاہ کے ساتھ سوال کرو کیونکہ میرا جاہ اللہ کے ہاں بہت بڑا ہے۔

یہ حدیث محض جھوٹ اور آنحضرت ﷺ پر افتراء ہے۔ حدیث کی قابل اعتماد کتب میں سے کسی میں بھی یہ قطعاً موجود نہیں ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث بھی ان کی طرف سے پیش کی جاتی ہے کہ جب معاملات تمہیں مشکلات میں ڈال دیں تو قبروں والوں سے فریادرسی کرو۔ یہ بھی موضوع اور من گھڑت ہے' علماء میں سے کسی نے بھی اسے روایت نہیں کیا۔ صحیح دینی کتب میں سے کسی کتاب میں بھی یہ حدیث موجود نہیں ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اور شیخ الاسلام امام ابن قیمؒ نے کئی ایک مقامات پر لکھا ہے کہ یہ جو حدیث بیان کی جاتی ہے کہ "اللہ تعالیٰ ہر ولی کی قبر پر ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے' جو لوگوں کی حاجتیں پوری کرتا ہے" یہ آنحضرت ﷺ کی طرف سب سے بڑا جھوٹ و افترا منسوب کیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت امام شافعیؒ کی بابت یہ جو حکایت بیان کی جاتی ہے کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کی قبر کے پاس جا کر دعاء کیا کرتے تھے' بالکل سفید جھوٹ ہے۔

اے مسلمانو! اس قسم کی خرافات کے ساتھ مبتلائے فریب نہ ہو جاؤ بلکہ اللہ تعالیٰ حی قیوم پر توکل رکھو۔ کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو اللہ تعالیٰ اسے کافی ہوتا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو مت پکارو' اللہ تعالیٰ ہی کی طرف التجائیں کرو اور اسی کے حضور اپنی فریادیں پیش کرو' لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا٥

یہ بھی خوب جان لو کہ اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو اور وہ تمہاری پکار کو سن

بھی نہیں سکتے، اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس تو ان کی نسبت تمہارے بہت قریب ہے۔ ذرا حسب ذیل فرمان باری تعالیٰ پر غور کرو۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ o (البقرہ۔۱۸۶)

(اور (اے پیغمبر) جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو (کہہ دو) کہ میں تو (تمہارے) پاس ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعاء قبول کرتا ہوں، تو ان کو چاہیے کہ میرے حکموں کو مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک راستہ پائیں)

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط (المؤمن۔۶۰)

اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ تم مجھ سے دعاء کرو میں تمہاری (دعاء) قبول کروں گا۔

محترم بھائی! آپ جب بھی کچھ مانگیں، تو اللہ ہی سے مانگیں۔ جب کوئی مدد چاہیں تو صرف اللہ ہی سے چاہیں اور خوب جان لیں کہ اگر ساری امت بھی آپ کے نفع ونقصان پر اتفاق کرے تو پھر بھی صرف وہی ہوگا جو اللہ نے لکھ دیا ہے۔

آپ ''یارسول اللہ'' ''یا سیدنا الحسین'' اور ''یا شیخ العرب'' جیسے کلمات کے بجائے تین دفعہ ''یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ'' کہہ دیا کریں کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر فرما رکھا ہے۔ جو تین دفعہ ''یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ'' کہنے والے کو یہ کہتا ہے کہ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ تمہاری طرف متوجہ ہو گیا ہے۔ لہٰذا اس سے مانگو (جو چاہو)، اسی طرح آپ یا ام العواجز، یاست یا حامی طنطا، یاسید یا حامی القندیل یا ابا العلا'' جیسے شرکیہ وکفریہ کلمات کے بجائے ''یاذالجلال والاکرام''

کہا کرو۔ اسی طرح آپ ''یاسیدی فلانا'' اور ''یاسیدتی فلانہ'' کے بجائے اٹھتے بیٹھتے غمی اور خوشی میں ''یارب العالمین'' یاحی یاقیوم ''یااکرم الاکرمین'' ''یابدیع السموات والارض'' ''یاعلام الغیوب اوریاخیر المسؤلین جیسے پاکیزہ کلمات کہہ لیا کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

قُلِ اللّٰہ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ٥ لَاتَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا٥

(بنی اسرائیل۔۲۲)

اللہ (برحق) کے ساتھ کوئی اور معبود مت تجویز کرو (یعنی شرک مت کر) ورنہ تو بدحال بے مددگار ہو کر بیٹھ رہے گا۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ ج فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًامِّنَ الظّٰلِمِیْنَ (یونس۔۱۰۶)

اور اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کو نہ پکارنا جو نہ تمہارا کچھ بھلا کر سکے اور نہ کچھ بگاڑ سکے۔ اگر ایسا کرو گے' تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

امام جعفر صادقؒ کے ارشادات:

روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؒ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس شخص سے تعجب ہے جو کسی تکلیف میں مبتلا ہو اور وہ اس آیت مبارکہ کے ساتھ دعاء کرنا بھول جائے۔

اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ٥

مجھے ایذا ہو رہی ہے اور تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ فَکَشَفْنَامَابِہٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰہُ اَھْلَہٗ

وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ۝

(الانبیآء۔۸٤)

تو ہم نے ان کی دعاء قبول کرلی اور جوان کو تکلیف تھی وہ دور کردی اور ان کو بال بچے بھی عطا فرمائے اور اپنی مہربانی سے ان کے ساتھ اتنے ہی اور (بخشے) اور عبادت کرنے والوں کے لئے (یہ) نصیحت ہے۔

جو شخص کسی غم میں مبتلا ہو اور وہ اس دعاء کو بھول جائے اس پر بھی تعجب ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۝

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ (اور) بے شک میں قصوردار ہوں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ۝ (الانبیآ۔۸۸)

تو ہم نے ان کی دعاء قبول کرلی اور ان کو غم سے نجات بخشی اور ایمان والوں کو ہم اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔

جو شخص کسی چیز سے خوف زدہ ہو اور وہ اس دعاء کو بھول جائے تو اس پر بھی تعجب ہے:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۝

ہم کو اللہ کافی ہے۔ اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہیں:

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ۝

(آل عمران۔۱۷٤)

پھر وہ اللہ کی نعمتوں اور اس کے فضل کے ساتھ (خوش وخرم) واپس آئے' ان کو کسی طرح کا ضرر نہ پہنچا اور وہ اللہ کی خوشنودی کے تابع رہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

جو شخص کسی مشکل معاملے میں مبتلا ہو اور وہ اس دعاء کو بھول جائے' اس پر بھی تعجب ہے۔

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ ○

(المومن:٤٤)

اور میں اپنا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ بندوں کو دیکھنے والا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فَوَقٰهُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِ مَامَکَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ○ (المؤمن.٤٥)

غرض اللہ نے (موسیٰ کو) ان لوگوں کی تدبیروں کی برائیوں سے محفوظ رکھا اور فرعون والوں کو بڑے عذاب نے آ گھیرا۔

جس شخص پر اللہ تعالیٰ نے کسی نعمت کا انعام فرمایا ہو اور وہ اس نعمت کے زائل ہونے سے ڈرتا ہو اور وہ اس دعاء کو بھول جائے' تو اس پر بھی تعجب ہے:

وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ○ (الکھف.٣٩)

اور (بھلا) جب تم اپنے باغ میں داخل ہوئے' تو تم نے ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ کیوں نہ کہا؟

امام جعفر صادقؒ کے یہ ارشادات "شرح الاحیاء" سے لئے گئے ہیں۔

قرآنی دعائیں:

اے مسلمان بھائی! ان قرآنی دعاؤں کو اپنا معمول بنالو' اسی طرح ان دعاؤں کو بھی حرزِ جاں بنالو' جو آنحضرت ﷺ سے ثابت ہیں' قرآنی و نبوی دعاؤں کے برابر اور کوئی دعا نہیں ہو سکتی' نہ کوئی اور دعاء ان سے سبقت لے جا سکتی ہے' اور نہ ان دعاؤں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حجاب پڑ سکتا ہے۔ ہر دم یہ کہتے رہنا چاہیے۔

رَبَّنَا اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○ (آل عمران۔۵۳)

اے پروردگار جو (کتاب) تو نے نازل فرمائی ہے' ہم اس پر ایمان لے آئے اور (تیرے) پیغمبر کے متبع ہو چکے' تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ رکھ۔

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

(آل عمران ۱۹۳۔۱۹۴)

اے پروردگار ہم نے ایک ندا کرنے والے کو سنا کہ ایمان کے لئے پکار رہا تھا۔ (یعنی) اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے۔ اے پروردگار ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیوں کو ہم سے محو کر اور ہم کو دنیا سے نیک بندوں کے ساتھ اٹھا۔ اے پروردگار تو نے جن جن چیزوں کے ہم سے اپنے پیغمبروں کے ذریعے سے وعدے کیے ہیں' وہ ہمیں عطا فرما اور قیامت کے دن ہمیں رسوا نہ کیجیو۔ کچھ شک نہیں کہ تو خلاف وعدہ نہیں کرتا۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاهَبْ لَنَامِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًاo (الفرقان۔۷۴)

اور وہ جو (اللہ سے) دعاء مانگتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گار بنا۔

رَبَّنَآاَفْرِغْ عَلَيْنَاصَبْرًاوَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَاعَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَo (البقرہ۔۲۵۰)

اے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکر) کفار پر فتح یاب کر۔

رَبَّنَآاٰتِنَافِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَاعَذَابَ النَّارِo

پروردگار ہم کو دنیا میں بھی نعمت عطا فرما اور آخرت میں بھی نعمت بخشیو اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیو!

رَبَّنَا لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَاِذْهَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔ (آل عمران۔۸)

اے پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت بخشی ہے تو اس کے بعد ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا کر اور ہمیں اپنے ہاں سے نعمت عطا فرما تو تو بڑا عطا فرمانے والا ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَامِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا منْ اَمْرِنَا رَشَدًاo (الکھف۔۱۰)

اے ہمارے پروردگار ہم پر اپنے ہاں سے رحمت نازل فرما اور ہمارے کام میں درستی (کے سامان) مہیا کر۔

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَاوَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَاتَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآاِنَّكَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌo (الحشر۔١٠)

اے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں' گناہ معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (حسد) نہ پیدا ہونے دے اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

رَبَّنَآاَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْلَنَاۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔o(التحریم۔٨)

اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمیں معاف فرما۔ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ (الممتحنة۔٤)

اے ہمارے رب ہم نے تجھ پر توکل کیا اور تیری طرف ہم رجوع کرتے ہیں اور تیری طرف ہی پلٹ کر آنا ہے۔

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَاوَتَقَبَّلْ دُعَآءِoرَبَّنَااغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُo (ابراهيم۔٤٠۔٤١)

اے پروردگار مجھ کو (ایسی توفیق عنایت) کر کہ نماز پڑھتا رہوں اور میری اولاد کو بھی (یہ توفیق بخش) اے پروردگار میری دعاء قبول فرما۔ اے پروردگار حساب (کتاب) کے دن مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنوں کو مغفرت جیسی عظیم نعمت

سے نوازنا۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ٥ وَيَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ٥ يَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ٥ (طه ۲۵۔۲۸)

میرے پروردگار (اس کام کے لئے) میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔

چند مسنون دعائیں:

اب ہم چند مسنون دعائیں ذکر کرتے ہیں۔ انہیں بھی حرز زبان بنالینا چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَالُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ ۙ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّكُلِّهٖ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ ٥

اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی خیر کا سوال کرتا ہوں' خواہ میں اسے جانتا ہوں یا نہیں جانتا اور میں تجھ سے ساری شر سے پناہ مانگتا ہوں' خواہ میں اسے جانتا ہوں یا نہیں جانتا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَآءَةِ نِقْمَتِكَ وَ جَمِيْعِ سَخَطِكَ ٥

اے اللہ! میں تیری نعمت کے زائل ہونے' عافیت کے بدل جانے' تیری سزا کے اچانک آ جانے اور تیری تمام ناراضیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَاجْعَلْهُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَنِیْ وَخُذْمِنْهُ ثَارِیْ ٥

اے اللہ! میرے کانوں اور آنکھوں کے ساتھ مجھے

فائدہ دے اور انہیں میرا وارث بنا دے۔ جو مجھ پر ظلم کرے اس کے خلاف میری مدد فرما اور اس سے میرے لیے انتقام لے۔

اَللّٰهُمَّ اَحۡسِنۡ عَاقِبَتَنَا فِی الۡاُمُوۡرِ كُلِّهَا وَاَجِرۡنَا مِنۡ خِزۡيِ الدُّنۡيَا وَعَذَابِ الۡاٰخِرَةِ۝

اے اللہ! تمام معاملات میں ہمارے انجام کو اچھا کر اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ قَلۡبٍ لَايَخۡشَعُ وَمِنۡ دُعَآءٍ لَايُسۡمَعُ وَمِنۡ نَفۡسٍ لَا تَشۡبَعُ وَمِنۡ عِلۡمٍ لَايَنۡفَعُ۝

اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسے دل سے جس میں خشیت نہ ہو' ایسی دعاء سے جو قبول نہ ہو' ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسے علم سے جو نفع نہ دے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡهَمِّ وَالۡحُزۡنِ وَاَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡعَجۡزِ وَالۡكَسَلِ وَاَعُوۡذُ بِكَ مِنَ الۡجُبۡنِ وَالۡبُخۡلِ وَاَعُوۡذُبِكَ مِنۡ غَلَبَةِ الدَّيۡنِ وَقَهۡرِ الرِّجَالِ۝

اے اللہ! میں تجھ سے غم وفکر سے پناہ مانگتا ہوں' عاجزی اور سستی سے پناہ مانگتا ہوں' بزدلی اور بخل سے پناہ مانگتا ہوں اور قرضے کے غلبہ اور آدمیوں کی زبردستی سے پناہ مانگتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ شَرِّ سَمۡعِیۡ وَمِنۡ شَرِّ بَصَرِیۡ وَمِنۡ شَرِّ لِسَانِیۡ وَمِنۡ شَرِّ مَنِيِّ۝

اے اللہ! میں تجھ سے اپنے کان' آنکھ' زبان اور خواہش نفس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَ عَمَلِیْ مِنَ الرِّیَآءِ وَلِسَانِیْ مِنَ الْکِذْبِ وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ○

اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے' عمل کو ریا سے' زبان کو جھوٹ سے اور آنکھ کو خیانت سے پاک کر دے' بے شک تو خیانت کرنے والی آنکھ اور جسے سینے چھپاتے ہیں' اسے خوب جانتا ہے۔

یہ اور ان جیسی دیگر دعائیں' جو آنحضرت محمد ﷺ سے ثابت ہیں' بکثرت ہیں اور مشہور بھی' اگر آپ ان سے زیادہ مسنون دُعاؤں کے خواہش مند ہیں' تو کتب سنت کی طرف رجوع فرمائیں اور انہیں خوب استعمال میں لائیں' کیونکہ دعاء عبادت کا مغز ہے۔

وسیلہ کے جواز کے سلسلہ میں چند شبہات:

بعض جاہل قسم کے لوگ یا اہل علم میں سے وہ حضرات جو وسیلہ کی ان ممنوع اقسام کے جواز کے قائل ہیں، ان کی طرف سے جو دلائل پیش کئے جاتے ہیں اب ہم آخر میں انہیں ذکر کر کے ان کے جواب دیں گے۔ ایک تو انہوں نے درج ذیل آیت مبارکہ سے استدلال کیا ہے:۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ○ (المائدہ۔۳۵)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے رہو اور اس کے رستے میں جہاد کرو تا کہ رستگاری پاؤ۔

لیکن یہ آیت مبارکہ ان حضرات کی قطعاً دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اس میں

وسیلہ کے معنی اطاعت اور اعمال صالحہ کے ذریعہ قرب الٰہی حاصل کرنے کے ہیں۔ جیسا کہ ابتداء میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

ان کا دوسرا استدلال درج ذیل آیت سے ہے کہ:۔

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

(یونس۔٦٢)

سن رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں۔ ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

سابقہ آیت مبارکہ کی طرح یہ بھی ان کی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ اولیاء اللہ وہ ہیں' اللہ برہان کے ساتھ جن کی ہدایت کا ذمہ دار ہوا ہے اور وہ اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ حق عبودیت ادا کریں' اللہ کی طرف لوگوں کو بلائیں اور اس کے دین کی مدد کریں۔ امام طبریؒ اس آیت مبارکہ کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار آخرت میں اللہ کی سزا کی وجہ سے خوفزدہ نہ ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اس کی سزا سے مامون ہو چکے ہیں اور جو کچھ دنیا میں ان سے چھن گیا اس کا انہیں کوئی غم نہ ہوگا۔ اولیاء ولی کی جمع ہے اور اس کے معنی مددگار کے ہوتے ہیں۔ الخ

آیت مبارکہ کسی ایک جماعت کی تخصیص نہیں کرتی بلکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو بندہ اللہ سے ڈرے' اس کی اطاعت کرے اور اوامر کی تعمیل اور نواہی سے اجتناب کرے تو روز قیامت جب دیگر لوگ خوفزدہ ہوں گے تو انہیں کوئی خوف یا غم نہ ہوگا۔ جیسا کہ فرمان باری ہے:۔

فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

(البقرة۔٣٨)

جنہوں نے میری ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ کچھ

خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ○ (البقرہ ٦٢)

جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی یا عیسائی یا ستارہ پرست (یعنی کوئی شخص کسی قوم و مذہب کا ہو) جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان لائے گا اور عمل نیک کرے گا تو ایسے لوگوں کو ان (کے اعمال) کا صلہ اللہ کے ہاں ملے گا۔ اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔

وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ ج فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ○

(الانعام۔٤٨)

اور ہم جو پیغمبروں کو بھیجتے رہے ہیں' تو خوشخبری سنانے اور ڈرانے کو۔ پھر جو شخص ایمان لائے اور نیکو کار ہوجائے تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ اندوہناک ہوں گے۔

انہوں نے درج ذیل آیت مبارکہ سے بھی استدلال کیا ہے کہ:

لَھُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّھِمْ ط ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ○

(الذمر ٣٤)

وہ جو چاہیں گے ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس (موجود) ہے۔ نیکو کاروں کا یہی بدلہ ہے۔

ہم جواب میں عرض کریں گے کہ اس آیت سے پہلی آیت شریفہ میں بھی

اللہ کا فرمان ملاحظہ فرمالیجئے اور اسے اس کے ساتھ ملا کر پڑھیئے تا کہ مفہوم بالکل واضح ہو جائے۔

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ○لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ (الزمر ۳۳۔۳۴)

اور جو شخص سچی بات لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی وہی لوگ متقی ہیں۔ وہ جو چاہیں گے ان کے لئے ہے۔

اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ "جو شخص سچی بات لے کر آیا" اس سے مراد آنحضرت ﷺ ہیں اور جس نے اس کی تصدیق کی" اس سے مراد ایمان والے ہیں۔ یعنی اس میں اَلَّذِیْ کا صیغہ اَلَّذِیْنَ کے معنی میں ہے۔[1] اور اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔" آیت مبارکہ آنحضرت محمد ﷺ کے حق میں ہے لیکن امام ابن جریرؒ نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ ہر اس شخص کے بارے میں ہے، جو توحید کی دعوت دے انبیاء کی تصدیق کرے اور آنحضرت محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق عمل کرے۔

آیت مبارکہ سے بھی یہی بات سمجھ میں آرہی ہے کہ ہر وہ شخص جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے، اسے جنت میں وہ سب کچھ ملے گا، جسے وہ چاہے گا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ○ (الشوریٰ ۲۲)

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے۔ وہ جو کچھ چاہیں گے ان کے پروردگار کے پاس (موجود) ہوگا۔ یہی بڑا فضل ہے۔

---

[1] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرات میں "وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالصِّدْقِ وَصَدَّقُوْا بِهٖ" ہے۔

اس طرح ان کا استدلال "اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ" اور "اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ" کی آیات سے بھی ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ آیات مبارکہ شہداء کے بارے میں نازل ہوئی ہیں' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

(البقره-۱۵۳-۱۵٤)

اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں۔ ان کی نسبت یہ نہ کہنا کہ وہ مرے ہوئے ہیں۔ (وہ مردہ نہیں) بلکہ زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں جانتے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (آل عمران-۱٦۹)

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا۔ وہ مرے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں۔ اور ان کو رزق مل رہا ہے۔

ان آیات مبارکہ کے معنی یہ ہیں جیسا کہ تفسیر طبری وغیرہ میں ہے' اللہ تعالیٰ ذکر فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو اپنے دشمن سے جہاد کرتے وقت میری اطاعت میری نافرمانی کے ترک اور ان سب فرائض کے ادا کرنے کیلئے' جو میں نے تم پر مقرر کر رکھے ہیں' صبر اور نماز سے مدد لیا کرو اور جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے وقت جام شہادت نوش کر جائیں انہیں مردہ نہ کہو۔ کیونکہ میری مخلوق میں سے مردہ تو در حقیقت وہ ہیں کہ جن کی زندگی کو جب میں سلب کر لوں اور حواس کو معدوم کر دوں تو وہ کوئی لذت

نہ چکھ سکیں اور کوئی نعمت نہ حاصل کر سکیں۔ لیکن تم میں سے یا میری دیگر مخلوق میں سے جو میرے راستہ میں اپنی جان کی بازی لگا دے تو وہ میرے پاس حیات' نعمت' عیش جاوداں اور رزق فراواں کے مزے لوٹتے ہوئے' خوش وخرم ہیں اور میں نے انہیں اپنے جس فضل وشرف سے نوازا ہے' اس پر بے پناہ مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔

دوسری آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ شہداً کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹوں میں جنت کی نہروں پر آتی جاتی ہیں' جنت کے پھلوں کو کھاتی اور عرش الٰہی کے سایہ میں سونے کے قندیلوں کے پاس قرار پکڑتی ہیں۔ (طبری)

اسی طرح انہوں نے درج ذیل آیت مبارکہ سے بھی استدلال کیا ہے:

يَآيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوْاانْظُرْنَا۔

(البقرة ـ ١٠٤)

اے اہل ایمان (گفتگو کے وقت اللہ کے پیغمبر سے) راعنا نہ کہا کرو۔ انظرنا کہا کرو۔

ہم جواب میں عرض کریں گے کہ اس آیت مبارکہ کا شان نزول جیسا کہ مفسرین نے ذکر کیا ہے' یہ ہے کہ مسلمان راعنا کہا کرتے تھے یعنی یارسول اللہ! ہماری رعایت کیجئے یعنی اپنے سمع مبارک کو ہماری طرف مبذول فرما کر ہم سے گفتگو کے لئے توجہ فرمائیں۔ لیکن اس لفظ کے لغت یہود میں برے معنی تھے یعنی یہ کہ ہماری بات سنیئے۔ اللہ کرے کہ آپ نہ سن سکیں' بعض نے کہا کہ الراعن کے یہود کے ہاں معنی خطا کار کے تھے۔ بعض نے کہا کہ وہ اسے رعونت سے مشتق سمجھتے تھے اور جب کسی انسان کو احمق بنانے کا ارادہ کرتے تو راعنا کہتے یعنی احمق' جب یہودیوں نے مسلمانوں سے اس کلمہ کو سنا تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم تو پوشیدہ طور پر آنحضرت محمد ﷺ کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ مگر اب مسلمانوں نے علی الاعلان شروع کر دی ہیں۔ (والعیاذ باللہ) لہذا جب وہ آنحضرت محمد ﷺ کے پاس آتے تو کہتے "راعنا

یا محمد" اور پھر آپس میں ہنستے' حضرت سعد بن معاذؓ نے جب یہودیوں سے یہ سنا تو وہ ان کی شرارت کو سمجھ گئے کیونکہ وہ یہودیوں کی زبان جانتے تھے۔ انہوں نے یہودیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر اب میں نے تم میں سے کسی کو آنحضرت محمد ﷺ کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتے ہوئے سنا تو اللہ کی قسم اس کی گردن اڑا دوں گا۔ یہودیوں نے کہا کہ تم بھی تو استعمال کرتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرما کر مسلمانوں کو بھی اس سے منع فرما دیا کہ:

لَاتَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا

تم راعنانہ کہا کرو۔ بلکہ انظرنا کہا کرو۔

اس تفصیل کے بعد ہم قبر پرستوں سے پوچھتے ہیں۔ بتاؤ یہ آیت مبارکہ تمہاری کیسے دلیل بنی؟

اسی طرح یہ لوگ درج ذیل آیت مبارکہ سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ (البقرۃ۔۸۹)

اور وہ پہلے کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔

ہم اس کے جواب میں عرض کریں گے کہ امام المفسرین امام طبریؒ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اہل کتاب آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری کی وجہ سے مشرکین عرب پر فتح مانگا کرتے تھے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمادیا اور یہودیوں نے دیکھا کہ یہ پیغمبر آخر الزماں ﷺ ہم میں سے نہیں بلکہ دوسروں میں ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے از راہ حسد کفر کی راہ اختیار کر لی۔ حالانکہ وہ خود یہ کہا کرتے تھے۔ اے اللہ! اب اس نبی کو ہم میں مبعوث فرمادے جس کی آمد کی خبر ہم اپنی کتابوں میں لکھی ہوئی پاتے ہیں تا کہ وہ نبی مشرکوں کو آکر سزائیں دے اور قتل کرے' لیکن جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمادیا اور یہودیوں نے دیکھا کہ یہ نبی ہم میں سے نہیں بلکہ دوسروں میں سے ہیں' تو انہوں

نے عربوں سے حسد کے باعث کفر و انکار کی راہ اختیار کر لی حالانکہ وہ یہ جانتے تھے کہ یہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ:

فَلَمَّا جَآءَ هُمْ مَّاعَرَفُوْاكَفَرُوْابِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرہ۔۸۹)

تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے' جب ان کے پاس آ پہنچی تو اس سے کافر ہو گئے پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے۔

اسی طرح غیر اللہ کو پکارنے اور استغاثہ کرنے کے سلسلہ میں انہوں نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے' جس میں یہ آتا ہے کہ روز قیامت لوگ فریاد کرتے ہوئے آدمؑ' نوحؑ' ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ سب کے پاس جائیں گے اور یہ سارے انبیاء کرام جب معذرت کر دیں گے تو پھر وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری دیں گے۔............الحدیث

اس سلسلہ میں ہمارا جواب یہ ہے کہ مخلوق جس استغاثہ پر قدرت رکھتی ہو' ہم اس کا انکار نہیں کرتے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ذکر فرمایا کہ:

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ

(القصص۔۱۵)

جو شخص ان کی قوم میں سے تھا اس نے دوسرے شخص کے مقابلے میں جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا مدد طلب کی۔

یعنی جیسے کہ جنگ وغیرہ میں یا دیگر امور میں اپنے احباب وغیرہ سے مدد طلب کی جا سکتی ہے' مگر وہ جس کی انہیں قدرت و طاقت حاصل ہو۔ ہم جس استغاثہ کے منکر ہیں' وہ ہے قبروں میں مدفون اولیاء سے استغاثہ' کیونکہ انہیں اس کی قدرت و طاقت نہیں ہوتی۔

دوستوں اور بھائیوں سے ان امور میں اعانت حاصل کرنے میں کوئی حرج

نہیں، جن کی انہیں قدرت ہو۔ اسی طرح آپ اولیاء و صالحین کے پاس ان کی زندگی میں ان سے دعاء کرانے کے لئے جا سکتے ہیں۔ مگر فوت ہونے کے بعد ان سے دعاء کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا' وفات کے بعد ان سے دعاء کا مطالبہ یا ان سے استغاثہ حرام ہے بلکہ وفات کے بعد تو ان کے لئے دعاء کرنی چاہیے۔

ان حضرات کا ایک استدلال یہ بھی ہے کہ حضرات انبیاء کرام' اولیاء اللہ اور صالحین ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان سبب اور واسطہ ہیں۔ انہی کی بدولت ہمارے نفع و نقصان کے مسائل حل ہوتے ہیں' کیونکہ ان کے بغیر تو ہم اللہ تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔

اس کے جواب میں ہم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے وہ ارشادات پیش کرتے ہیں' جو آپ نے اپنے رسالہ "الواسطہ بین الخلق والحق" میں بیان فرمائے ہیں۔

"الحمدللہ رب العلمین' اگر ان حضرات کا یہ ارادہ ہے کہ کوئی ایسا واسطہ ہونا چاہیے' جو ہم تک اللہ تعالیٰ کے حکم کو پہنچا دے' تو یہ ٹھیک ہے کیونکہ مخلوق یہ نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ کی پسند اور رضا کے امور کون سے ہیں' اس کے اوامر و نواہی کیا ہیں' اس نے اپنے دوستوں کے لئے کیا انعام و اکرام تیار کر رکھے ہیں' دشمنوں کے لئے کیا سزائیں مقرر کر رکھی ہیں' اسی طرح مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات علیا کی بھی محض اپنی عقلوں سے معرفت حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ انسانی عقلیں اس باب میں عاجز و درماندہ ہیں' ان سب امور کی معرفت کا ذریعہ صرف انبیاء کرام ہیں' جنہیں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ایسے وسیلے ہیں' جن کی اطاعت' اتباع اور اقتداء فرض ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔ (النساء-٦٤)

ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ باذن اللہ
اس کی اطاعت کی جائے۔

نیز فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (النساء ۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اگر ان حضرات کا واسطہ سے مقصود یہ ہے کہ نفع حاصل کرنے، نقصان دور کرنے، رزق دینے، مدد کرنے اور ہدایت دینے کے لئے بھی کوئی واسطہ ہونا چاہیئے جس سے یہ سوال کر سکیں اور امید کر سکیں کہ وہ پورا ہوگا، تو یہ وہ عظیم شرک ہے، جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو کافر قرار دیا کیونکہ انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اولیاء وشفعاء کو نفع ونقصان کا مالک سمجھ لیا۔ ہاں البتہ جسے اللہ تعالیٰ اجازت دے دیں، اس کا شفاعت کرنا برحق ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ (سبا ۲۲۔۲۳)

کہہ دو کہ جن کو تم اللہ کے سوا (معبود) خیال کرتے ہو ان کو بلاؤ، وہ آسمانوں اور زمین میں ذرہ بھر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ ان میں ان کی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔ اور اللہ کے ہاں (کسی کے لئے) سفارش فائدہ نہ دے گی، مگر اس کے لئے جس کے بارے میں وہ اجازت بخشے۔

نیز فرمایا۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا

يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا ٥ أُولَٰئِكَ
الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ
أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ
عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ٥ (الاسراء ٥٦۔٥٧)

کہو (کہ مشرکو) جن لوگوں کی نسبت تمہیں (معبود ہونے کا) گمان ہے ان کو بلا دیکھو۔ وہ تم سے تکلیف کے دور کرنے یا اس کے بدل دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے۔ یہ لوگ جن کو (اللہ کے سوا) پکارتے ہیں وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں ذریعہ (تقرب) تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون ان میں (اللہ کا) زیادہ مقرب (ہوتا) ہے۔ اور اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں۔ اور اس کے عذاب سے خوف رکھتے ہیں۔ بے شک تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

سلف صالح میں سے ایک جماعت نے ذکر کیا ہے کہ کچھ لوگ حضرت مسیح علیہ السلام' حضرت عزیر علیہ السلام اور فرشتوں کی عبادت کیا کرتے تھے' تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ واضح فرمادیا ہے کہ یہ تو تم میں سے کسی کی تکلیف کو دور کرنے یا اس کے بدل دینے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے۔ یہ تو خود اپنے پروردگار کے ہاں ذریعہ تقرب تلاش کرتے رہتے ہیں' اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ لہذا جو شخص فرشتوں اور نبیوں کو وسیلے بنا کر انہیں پکارے گا' ان پر توکل کرے گا' نفع کے حصول اور نقصان کے دور کرنے کے لئے ان سے سوال کرے گا' یا گناہوں کی معافی' دلوں کی ہدایت' مشکلات کی دوری اور فاقوں کے خاتمہ کے لئے ان سے سوال کرے گا' وہ سب مسلمانوں کے نزدیک بالاتفاق کافر ہے۔

ہاں البتہ جو شخص مشائخ علم و دین کو انبیاء کرام اور امت کے مابین واسطے سمجھے کہ وہ دین پہنچاتے' علم و ادب سکھاتے اور انبیاء کرام کی اقتداء کرتے ہیں' تو اس کا طرز عمل صحیح ہے۔

لیکن جو لوگ مشائخ علم و دین کو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے مابین اس قسم کے واسطے سمجھتے ہیں، جس طرح بادشاہ اور رعیت کے مابین دربان قسم کے لوگ واسطہ رکھتے ہیں اور یہ تصور کرتے ہیں کہ یہ مشائخ لوگوں کی حاجتوں کو دربار الٰہی میں پہنچاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہی کے واسطہ سے رزق اور ہدایت دیتا ہے۔ یعنی ان سے مانگیں اور یہ اللہ سے لے کر دیں' جیسا کہ بادشاہ کے مقربین لوگوں کی حاجتوں اور ضرورتوں کے لئے بادشاہ سے مانگتے ہیں اور لوگ ان سے مانگتے ہیں' ادب کے باعث بادشاہ سے نہیں مانگتے تو جو لوگ اس قسم کے واسطوں کے قائل ہیں وہ کافر اور مشرک ہیں' ان سے توبہ کرانا فرض ہے' اگر توبہ نہ کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ بزرگ و برتر کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دیتے اور اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔

آخر میں شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں کہ "یہاں مقصود یہ ہے کہ جو لوگ اللہ اور مخلوق کے مابین اس قسم کے واسطوں کے قائل ہیں' جس قسم کے واسطے بادشاہ اور رعیت کے درمیان ہوتے ہیں تو وہ مشرک ہیں۔ کیونکہ اس قسم کا عقیدہ رکھنا مشرکوں اور بت پرستوں کا دین ہے"

اسی طرح وسیلہ کے قائل حضرات نے اس حدیث سے بھی استدلال کیا ہے کہ "میری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔"

اس حدیث کو "الجامع الصغیر" میں از حارث از انس ذکر کیا گیا ہے اور خود مصنف اور "جامع صغیر" کے شارح نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس حدیث کو مصنف "جامع صغیر" نے ان الفاظ سے بھی ذکر کیا ہے کہ "میری زندگی تمہارے

لئے بہتر ہے تم مجھ سے بیان کرتے ہو اور تم سے میرے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ جب میں فوت ہو جاؤں گا تو میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہو گئی، تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جائیں گے' اگر میں اچھے اعمال دیکھوں گا تو اللہ کی تعریف کروں گا۔ اگر برے اعمال دیکھوں گا تو تمہارے لئے استغفار کروں گا مصنف وشارح نے ذکر کیا ہے کہ اس روایت کو ابن سعد نے ''طبقات'' میں بکر بن عبداللہ مزنی سے مرسل روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔ امام غزالیؒ نے ''احیاء'' میں بھی اسی طرح ذکر کیا ہے لیکن حافظ عراقی نے اس روایت کو سخت ضعیف کہا ہے اور فرمایا کہ اسے بزار نے بروایت ابن مسعود ذکر کیا ہے۔ اس کے رجال اگرچہ صحیح کے رجال ہیں' مگر عبدالمجید بن عبدالعزیز بن ابی رواد کی روایت کو اگرچہ امام مسلم نے لیا اور یحیٰ بن معین نے اس کی توثیق کی ہے مگر بہت سے محدثین نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

اسی طرح حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں جو حدیث انس ذکر کی ہے' اس کی سند بھی ضعیف ہے۔

میں عرض کرتا ہوں کہ محدثین کے ہاں اصول یہ ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کے ساتھ عمل کرنا جائز ہوتا ہے بشرطیکہ ضعف شدید نہ ہو ورنہ اس کا بیان کرنا بھی ضروری ہوتا ہے' اس حدیث کی سند سے ایک تو صحابی کا ذکر ساقط ہے اور دوسرے یہ کہ اسے بہت سے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے اور پھر یہ حدیث اس حدیث کے مخالف ہے جسے امام احمدؒ امام بخاریؒ' امام مسلمؒ امام مالکؒ اور امام ابوداؤدؒ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے' حتیٰ کہ جب میں انہیں دیکھ کر پہچان لوں گا تو انہیں مجھ تک پہنچنے نہیں دیا جائے گا۔ میں کہوں گا' اے میرے رب! یہ تو میرے امتی ہیں' یہ تو میرے امتی ہیں' لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کر لی تھیں تو میں بھی پھر اسی طرح کہوں گا جس طرح

اللہ تعالیٰ کے ایک نیک بندے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کہیں گے کہ:

وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ (المائدہ ۱۱۷)

اور جب تک میں ان میں رہا ان (کے حالات) کی خبر رکھتا رہا، جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو ان کا نگران تھا۔

پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ جب سے آپ نے انہیں چھوڑا ہے یہ دین سے پیچھے ہٹتے رہے ہیں۔ اس حدیث سے ہمارا استدلال یہ ہے کہ حدیث ''تعرض علی اعمالکم'' شدید ضعیف ہے کیونکہ یہ اس صحیح حدیث کے مخالف ہے، جس میں یہ مذکور ہوا ہے کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعات ایجاد کر لی تھیں۔ پس اس سے سب اشکالات ختم ہو جاتے ہیں اور جنگ و جدال کے سب دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ والحمدللہ علی کل حال۔

آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات زرّیں:

حضرت امام احمدؒ نے طارق بن شہابؓ کی روایت ذکر کی ہے کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص مکھی کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گیا اور ایک شخص مکھی کی وجہ سے جہنم رسید ہو گیا، صحابہ اکرمؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے؟

آپ نے فرمایا کہ دو آدمیوں کا ایک ایسی قوم کے پاس سے گزر ہوا جن کا معمول یہ تھا کہ وہ اس وقت تک کسی کو گزرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے، جب تک وہ ان کے بت کے سامنے کوئی نذرانہ نہ پیش کرتا، یہ دونوں جب وہاں پہنچے تو ان میں سے ایک سے انہوں نے کہا کہ کوئی نذرانہ پیش کرو، خواہ مکھی ہی کیوں نہ ہو، اس نے مکھی پیش کر دی، انہوں نے راستہ دے دیا، اور وہ جہنم رسید ہو گیا۔ اسی طرح انہوں نے دوسرے سے بھی کہا کہ نذرانہ پیش کرو۔ اس نے جواب دیا کہ غیر اللہ کے لئے کوئی نذرانہ پیش نہیں کر سکتا، انہوں نے انکار پر اس کے سر کو تن سے جدا کر دیا۔ اور اللہ نے

اسے جنت میں پہنچا دیا۔

امام ترمذیؒ نے ابو واقد لیثیؓ کی حدیث ذکر کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کہ ہم آنحضرت محمد ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف جا رہے تھے اور ہم ابھی نئے نئے کفر کی زندگی کو خیر باد کہہ کر آئے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ مشرکوں کے پاس بیری کا ایک درخت تھا' جس کا وہ طواف کرتے تھے اور اس کے ساتھ اپنے اسلحہ کو لٹکا دیتے تھے۔ اس درخت کا ''ذات انواط'' نام رکھا ہوا تھا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! جس طرح ان کے پاس یہ ''ذات انواط'' ہے' اسی طرح ایک ہمارے لیے بھی مقرر فرما دیجیے'' یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر! اس ذات اقدس کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' یہ تو تم نے اسی طرح کہا جس طرح بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ:

اِجۡعَلۡ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ قَالَ اِنَّكُمۡ قَوۡمٌ تَجۡهَلُوۡنَ۔

(الاعراف۔۱۳۸)

ہمارے لئے بھی اسی طرح کا ایک معبود (مقرر) کر دیجیے جس طرح انہوں نے معبود بنا رکھے ہیں۔ (حضرت موسیٰ نے) کہا تم جاہل قوم ہو۔ تم بھی ضرور سابقہ لوگوں کے نقش قدم پر چلو گے!

امام ترمذیؒ نے اس حدیث عمرؓ [ا] کو حسن اور امام حاکمؒ نے صحیح قرار دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو غیر اللہ کے نام کی قسم کھائے' اس نے شرک کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کفر کیا۔

امام احمدؒ اور حاکمؒ نے حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی یہ صحیح حدیث بیان فرمائی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔

امام احمدؒ اور امام حاکمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ کی یہ حدیث ذکر کی ہے کہ

[ا] درست بات یہ ہے کہ یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ جیسا کہ جامع ترمذی و مستدرک حاکم کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوتا ہے (انصاری)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو کسی نجومی یا کاہن کے پاس جا کر اس کی تصدیق کرے تو اس نے گویا اس دین کے ساتھ کفر کیا' جسے حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔

امام مسلمؒ اور کئی دیگر محدثین نے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شراکت کے سب شرکاء کی نسبت زیادہ غنی ہوں۔ جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے ساتھ کسی اور کو بھی شریک کرلیا تو میں اس کے عمل و شرک سب کو چھوڑ دیتا ہوں۔

سنن ابی داؤد و ترمذی میں حضرت ابن مسعودؓ کی یہ صحیح روایت موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ شگون پکڑنا شرک ہے' شگون پکڑنا شرک ہے[1]

سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جس نے گرہ باندھی اور پھر اس میں پھونک ماری تو اس نے جادو کیا اور جس نے جادو کیا اس نے شرک کیا۔

ان ارشادات نبوی پر غور فرمانے سے آپ کو یہ معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ آنحضرت محمد ﷺ نے ہمیں یہ خبر دی کہ مکھی کا نذرانہ پیش کرنے کے باعث ایک شخص جہنم رسید ہو گیا' جن لوگوں نے عبادت کے قصد کے بغیر محض مشرکوں کی مشابہت میں ہتھیار لٹکانے کے لئے ایک درخت کے تعین کا مطالبہ کیا' اسے بھی آپ ﷺ نے شرک اور طلب الہ من دون اللہ کے ہم مرتبہ قرار دیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے غیر اللہ کے نام کی قسم کھانے' حصول شفا کے لئے کسی چیز کو گلے وغیرہ میں لٹکانے 'کاہنوں' پروہتوں' نجومیوں اور رمالوں کی تصدیق کرنے کو کفر قرار دیا ہے۔ عمل میں عدم اخلاص' بدشگونی اور سحر کو اللہ عظیم کے ساتھ شرک قرار دیا ہے۔

جب یہ امور شرک ہیں تو پھر غیر اللہ کو پکارنا اور دعائیں کرنا تو بالاولیٰ صریحا

[1] شگون شرک ہے' اس سے معلوم ہوا کہ شگون پکڑنا حرام ہے۔ یہ شرک اس لیے ہے کہ مشرکوں کا عقیدہ تھا کہ شگون سے نفع حاصل کیا اور نقصان کو دور کیا جا سکتا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جو شخص بدشگونی کے باعث پلٹ آئے' اس نے شرک کیا۔ کچھ لوگ منگل بدھ اور ہفتہ کے دن بدشگونی کے باعث پنیر اور مچھلی نہیں کھاتے' یہ بھی بدترین جہالت ہے۔ نعوذ باللہ منہ

شرک و کفر ہوگا۔ اسی طرح غیر اللہ کی طرف استغاثہ والتجا بھی بلا شک وشبہ عین کفر اور صریحاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہے۔ ان مسائل دین کو خوب سمجھ لو اور ان کے مطابق عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ہدایت بخشے۔

وهذا اٰخرما تيسرلى ذكرهٗ وصلى الله على محمد النبى الامى وعلىٰ اٰله وصحبهٖ وسلم۔ اقول هذا واستغفرالله العظيم لى ولكم۔

والسلام عليكم ايهاالأحبة الموحدون ورحمة الله وبركاتهٗ



(اے محمد ﷺ) کہیے

میرے پروردگار مجھے بخش دے اور (مجھ پر) رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

قل رب اغفر وارحم وانت خير الرحمين